رجسٹرڈ ایل نمبر ۲

# الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار
جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت
صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم
بیشک خدا کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے۔

بیاد بزم مستان تا ببینی عالمی دیگر بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

قادیان دار الامان سے کا رفاہ ... ہر ہفتہ کی ... تاریخ کو شائع ہوتا ہے

شرح قیمت ... پیشگی لیجائیگی ...

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بپا در قادیاں بینی ! ✣ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

| جلد ۱۹ | مورخہ ۲۱/۲۸ - مئی ۱۹۱۵ عیسوی | نمبر ۱۹ |
|---|---|---|


## خلافت راشدہ

(از حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ)

ہر چند خلافت راشدہ کی حقیقت اور تمکین کا اظہار پوری شوکت اور قوت سے ہو چکا ہے تاہم ابھی تک بعض بدعقل غلط اور ناقہم لوگ کسی نہ کسی پہلو سے اس حقیقت کو مشکوک کرنیکی بیجا کوشش کرتے رہتے ہیں میں نے ارادہ کیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رض نے خلافت کے متعلق جسقدر تقریریں یا تحریریں کی ہیں ان کو شایع کر دیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ وہ حقیقت شناس طبیعتوں کو اس سے بہرہ اندوز ہونیکی توفیق عطا فرمائیگا۔ (ایڈیٹر)

اللہ اکبر۔ بڑا بننا اور بڑا بنانا بھی کوئی فطری امر ہے یوں تو ہر ایک شخص کی فطرت میں کچھ نہ کچھ خودداری اور بڑائی کا مادہ ہوتا ہے۔ مگر جو لوگ دنیا میں بڑے ہو گذرے ہیں اور وہ کئی اقسام ہیں ان میں سے بعض کی نسبت ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست اپنے فضل سے بڑا بنایا۔ اور ہزارہا نفوس کو انکی طرف جھکا دیا اور وہ بڑے آدمی بنگئے۔ لیکن جہانتک ہمنے انکی نسبت غور کیا ہے ان کے اندر بڑا بننے کی کوئی خواہش نہیں نظر نہیں آتی۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم مسلمانوں کے نزدیک بہت بڑے آدمی ہیں۔ ان کو بہت بڑا بنایا گیا۔ اور جناب الٰہی نے فرمایا کہ تو فرعون کے پاس جا۔ لیکن کبھی تو وہ یہ عذر کرتے ہیں کہ میرا بھائی ہارون بہت عمدہ بولنے والا ہے اور کبھی یہ عذر کرتے ہیں کہ فرعون کے متعلق ہم سے ایک غلطی سرزد ہوئی ہے جس سے مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیگا جائے غور ہے کہ خدا بنانیوالا اور موسیٰ اسکی قدرتوں پر ایمان لانیوالا۔ مگر کیا عجیب نظارہ ہے کہ کہیں تو اپنی جان کا خوف بیان کرتے ہیں کہیں اپنے بھائی کو بڑھ کر بتلاتے ہیں گویا کسی طرح بھی اس عہدے کے واسطے خواہشمند نہیں ہیں کیا الفاظ فرماتے ہیں فارسل الیٰ ھٰرون ولھم علیّ ذنب فاخاف ان یقتلون۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا بھی ایسا ہی حال معلوم ہوتا ہے ان کے متعلق لکھا ہے کہ فاستغفر ربہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معافی مانگتے ہیں۔ اگلی آیت اس مطلب کو صاف کرتی ہے جہاں فرمایا ہے یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت کا عہدہ ان کے سر پر رکھا گیا جو انہیں اٹھانا پڑا۔ تاریخ کے پڑھنے سے بھی ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ بعض وقت لوگوں نے کسی کو پکڑ کر جبراً بادشاہ بنایا اور جناب الٰہی نے بھی اس کی مدد کی۔ موقعہ دیا۔ زندگی دی۔ کارکن آدمی دیئے وہ بڑا آدمی بنگیا تاریخ ایسے لوگوں کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ لیکن ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے بڑا بننے کی کوششیں بھی کیں زور بھی لگایا۔ مال بھی خرچ کیا جتھے بھی بنائے جو کام نہ کرنیکے تھے وہ بھی کر گذرے مگر بڑائی کا تاج ان کے سر پر نہ رکھا گیا۔ یرنہ رکھا گیا۔ اور جب وقت آیا تب بازی کوئی اور ہی لے گیا ✣

ہمیں اس وقت دنیا اور جہان کے بڑوں کا تذکرہ کرنیکی ضرورت نہیں ہم تو اس وقت مذہبی پیشواؤں کا ذکر کرتے ہیں جنکے ماتحت اللہ تعالیٰ نے بہت سی مخلوق اکٹھی کر دی ہے اور ان کو موقعہ۔ عمر۔ توفیق سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ جماعت بھی دی۔ آدمی بھی دیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کیا عجیب فرماتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم کو بڑا بنانا چاہا تو فرمایا انی جاعلک للناس اماماً۔ پھر دیکھو خدا کے بنانے نے کیا کام کیا۔ کہتے ہیں نمرود حضرت ابراہیم کے زمانہ میں کوئی بڑا آدمی تھا مگر اب تو تاریخ میں صحیح اس کا نام ونشان بھی نہیں ملتا۔ یہانتک کہ یورپ کے لوگوں کو تو شبہ گذرا ہے کہ نمرود کوئی تھا بھی یا کہ نہیں اور قرآن شریف میں بھی نمرود کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صحیح حدیثوں میں بھی نہیں غرض کچھ

کہ حضرت اقدس نے لائف ممبروں کا کوئی سلسلہ قائم نہیں کیا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرط ۱۰ میں لکھا تھا کہ:-

"انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں یا یہ کہ وہ دیانتدار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے۔ اور اس کی جگہ کوئی اور مقرر کرے"

یہ قاعدہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا تھا۔ لائف ممبری کی حقیقت کو طشت از بام کرتا ہے۔ مجھکو اس وقت انجمن کے موجودہ قواعد پر بحث کرنا مقصود نہیں بلکہ یہ ذکر ضمناً آ گیا ہے اسلئے کیا ہے کہ انجمن کے قاعدے ان انجمن کو جس راہ پر لیجانا چاہتے تھے۔ وہ اور تھا۔

اور اب وقت آ گیا ہے کہ انجمن کے نظام کی ضروری اصلاح ہو۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انجمنیں اسکیطرف توجہ نہ کریں۔

میں اس بارہ میں آواز اٹھائے جاؤنگا خواہ وہ کرہ ہوا میں گونجکر رہ جائے۔ آخر صدائے بازگشت کا وقت آجائیگا۔ اور حقیقت کا چہرہ بے نقاب ہو جائیگا۔ میں اس کو ایک صداقت سمجھتا ہوں۔ اور قوم کو اس اصلاح کیطرف توجہ دلانا ضروری۔ توجہ کا جلد نہ ہونا مجھے مایوس نہیں کر سکتا۔ بہتسے واقعات [illegible] ۸ سال تک محض تعصب اور حسد کا نتیجہ سمجھے جاتے تھے۔ ۸ سال بعد ایک پردہ اٹھ گیا۔ اور ساری قوم کو وہی نظر آنے لگا جو میں دیکھتا تھا۔ اسی طرح ممکن ہے آج بھی اس آواز کو صدائے برنخاست قرار دیا جائے۔ لیکن جلد یا بدیر اس اصلاح کیطرف توجہ انشاء اللہ ہو جائیگی۔

انجمن کے قانون اساسی میں اصلاح اور تبدیلی کی ضرورت ہے اور انجمن کا نظام انتخابی اصول پر ہونا چاہیئے۔ جس میں بیرونی انجمنوں کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ اپنی طرف سے وکیل اور نمائندے صدر انجمن میں بھیج سکیں۔ صدر انجمن قوم کے بزرگوں کا ایک مجموعہ ہو یہ ممکن اور ضروری ہو سکتا ہے کہ اسکے ماتحت ایک انجمن ناظم کا کام کرے۔ لیکن قوم کو سلسلہ کے اہم امور سے واقف رکھنے کے واسطے اور ان میں دلچسپی اور مذاق پیدا کرنیکے واسطے ضروری ہے کہ ان کے اپنے نمائندے اس میں داخل ہوں۔ اس وقت تک کسی انجمن کو انتخابی اختیار کا عطا کرنا صدر انجمن کے محض رحم پر موقوف ہے۔ حالانکہ یہ اصول غلط ہے۔ نہ یہ دنیا کی عرفی انجمنوں کے موافق ہے اور نہ حضرت صاحب کے قانون اساسی میں اسکی اصلیت۔

پھر انجمن کے کارکن علاوہ بعض عہدہ داران اور ممبروں کی کثرت ان لوگوں کی ہے جو انجمن کے باقاعدہ ملازم ہیں۔ جائز ہے کہ آپ قواعد کا تجویز کرنا اور اپنے معاملات پر رائے دینا جس حد تک معقول اور درست ہو سکتا ہے وہ قابل غور ہے۔ یہ بیشک ایک اصولی امر ہے کہ مختلف محکمہ جات اور صیغہ جات کے افسر بحیثیت عہدہ انجمن کے ممبر ہونے چاہئیں تاکہ وہ بوجہ اپنی واقفیت اور تجربہ کے انجمن کو ان محکمہ جات کے متعلق رہنمائی کر سکیں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ انجمن کے ماتحت سب سے بڑا اور سب سے زیادہ ضروری اور سلسلہ میں سب سے پہلی تحریک مدرسہ تعلیم الاسلام ہے۔ اور ........ ہیڈ ماسٹر مدرسہ انجمن کا ممبر نہیں۔ یہ ایک معمولی بات تھی جو ضمناً آ گئی۔ اصلی مقصد یہ ہے کہ انجمن کے قواعد و ضوابط کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اور اسکے متعلق انجمنوں کی آواز اٹھانی ضروری ہے۔

اسکے علاوہ جو ضروری امر اس وقت قابل غور ہے وہ ان ممبران انجمن کا اخراج ہے جو سلسلہ خلافت سے وابستہ نہیں اور جنہوں نے سلسلہ کی خصوصیات کو مٹا دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ خیال اور عقیدہ کے موافق سلسلہ کو مٹا دینے کیلئے اپنی ساری کوشش وقف کر رکھی ہیں۔ سالانہ جلسہ کی تقریب پر میں نے عام احمدی پبلک کے سامنے یہ سوال پیش کیا تھا۔ اور احمدی کرہ سے متفق ہو کر یہ آواز بلند ہوئی تھی کہ خارج خارج۔ [illegible] اب سخت ضرورت ہے کہ سوال انجمن میں پیش ہو اور انجمن اسکا فیصلہ کرے۔ اسلئے تمام انجمنوں کو مناسب ہے کہ جس طرح پر قاعدہ ۱۸ کی تبدیلی کیلئے ان کے متفق ریزولیوشن پیش ہوئے تھے اسی طرح میری حالت میں ضرورت ہے کہ احمدی انجمنیں باقاعدہ اس سوال کو صدر انجمن میں پیش کریں۔ اور صدر انجمن اسکا اپنے پورے اجلاس میں فیصلہ کرے۔

احمدی انجمنیں اپنے اجلاس کر کے یہ تجویز پیش کریں۔ تو صدر انجمن کو ضرور اس پر نوٹس لینا پڑیگا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا اور غالب جماعت اس میں میرے ساتھ متفق ہوگی کہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ جو لوگ انجمن اور سلسلہ کی مخالفت کر رہے ہیں انجمن کے کیوں ممبر رکھے جاویں۔ اسپر احمدی انجمنوں کو فوری نوٹس لینا چاہیئے۔

اگر بیرونی انجمنیں خاموشی اختیار کرینگی تو صدر انجمن شاید ایسا نہ کرے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی اور غالباً تمام معاملہ فہم احباب اسکے سمجھنے سے قاصر ہونگے کہ چند نفوس ہر طرح سے صدر انجمن اور سلسلہ کو تباہ کرنیکی پوری کوشش کر رہے ہیں اور اس کے مقابلہ میں نئی انجمن کھڑی کر کے جماعت کے شیرازہ اتحاد کو توڑنے کا ارتکاب کر چکے ہیں اور سلسلہ کی خصوصیات کو یکے بعد دیگرے مٹا دینے کیلئے پورا زور لگا رہے ہیں اور پھر وہ صدر انجمن کے بدستور ممبر ہیں اس بزدلی کی بھی کوئی حد ہے کہا جائیگا یہ کام خلیفہ کا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضمیمہ الوصیت میں انجمن کے فرائض میں اسکو داخل کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا کام انجمن کو گائیڈ کرنا اور اسکے نظام کو اپنی نگرانی اور حکومت کے نیچے درست رکھنا ہے۔ صدر انجمن اگر خود اپنے اجلاس میں اس سوال کو طے نہیں کر سکتی تو اسے حضرت خلیفۃ المسیح کے نوٹس میں لائے اسکے آخری احکام جاری اور نفاذ پائیں۔ یہ ساری مصیبت جہاں تک میں سمجھتا ہوں اسی لائف ممبری کی گھڑی ہوئی ہے۔ یہی حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ یہ ممبر تو عملاً انجمن سے کوئی تعلق نہ رکھیں اور نہ ضرورت سمجھیں کیونکہ جہاں تک میرا علم ہے وہ انجمن میں پیش ہونیوالے معاملات پر کوئی رائے نہیں دیتے۔ اور نہ اسکی ضرورت سمجھتے ہیں بلکہ وہ اسپر وقت خرچ کرنا شاید فضول سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے خیال اور عقیدہ کے موافق ایک جدا انجمن بنائی ہے اور رسم ہیں کہ ان کو باقاعدہ انجمن کی کوئی روداد ہیں اور ایجنڈے بھیجے جاتے ہیں۔ اور ایک غیر ضروری تحریر کیلئے قومی وقت اور قومی روپیہ کا گونہ بیجا صرف کر رہے ہیں۔ یہ حالات ہیں جو اس امر کیلئے فوری قومی توجہ کو چاہتے ہیں صدر انجمن کبھی اسپر توجہ نہیں کریگی جب تک بیرونی انجمنیں صدر انجمن کو مجبور نہیں کرینگی۔ اگر یہ کام محض چشم پوشی اور تالیف قلوب کی نیت اور اس امید سے کیا جاتا ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دیدے تو میں کہتا ہوں کہ کیا ہدایت یاب ہو کر آنے پر پھر انکے پہلے سلسلے کا کوئی کام نہیں کیا جا سکتا جو ہو سکتا ہے اور ہر وقت دیا جا سکتا ہے۔ بحالات موجودہ یہ صدر انجمن کی شان کے خلاف ہے اور میں تو کھلم کھلا کہونگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شائع کردہ قاعدہ کی خلاف ورزی ہے۔ صدر انجمن ہمارے انتظامی امور اور سلسلہ کی باقاعدہ تحریکوں میں خلیفۃ المسیح کے ماتحت ایک انتظامی مجلس ہے اور قوم کو ہر وقت حق حاصل ہے کہ وہ ان امور کے متعلق جنکا اثر سلسلے پر یا سلسلہ کی تحریکات پر بالواسطہ یا بلا واسطہ پڑتا ہو صدر انجمن کو توجہ دلائے۔ ہمارے بعض دوستوں کو یہ خیال ہوا کرتا ہے کہ صدر انجمن کے متعلق جو معاملات اصلاح طلب یا توجہ طلب ہوں ان کو پبلک پریس میں نہیں لانا چاہیئے بلکہ کسی اور طریق پر انکی اصلاح کرا لینی چاہیئے میں اپنی طبیعت سے مجبور ہوں یا امر واقعہ یہی ہے کہ قوم کو ہر قسم کے ضروری معاملات سے آگاہ رکھنا ضروری ہے اور ان میں غور و فکر کی قوتوں کی حق اور قومی معاملات پر غور کرنیکا مذاق پیدا کرنا چاہیئے۔ اس سے پہلے جو فتنہ پیدا ہوا وہ اسی اخفا کی پالیسی سے پیدا ہوا۔ عقلمند وہ ہے جو اس سے سبق لے میں آخر میں پھر ایکبار زور سے تمام انجمنوں کو یہ توجہ دلاتا ہوں کہ وہ فوراً اس قسم کے ریزولیوشن صدر انجمن کو بھیجیں کہ لاہوری فتنہ کے ان بانیوں کو جو صدر انجمن کے ممبر ہیں صدر انجمن کی ممبری سے باضابطہ خارج کر دیا جاوے۔ یہ ریزولیوشن باضابطہ ہر ایک انجمن میں پاس ہو کر آنا چاہیے۔ اسی سلسلے میں انجمنوں کو یہ بھی مناسب ہے کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی تجویز پر بھی عملی توجہ کریں جو سکرٹری صاحب انجمن ترقی اسلام کیطرف سے شائع ہوئی ہے کہ پندرہ ہزار روپیہ ترقی اسلام کیلئے دیا جاوے۔ قادیان کی انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ترقی اسلام کیلئے سو پائی فی روپیہ اور صدر انجمن کے اغراض کیلئے ۲ پائی فی روپیہ آمدنی پر دیا جاوے۔ ایسا ہی شادی اور غمی کی تقریبوں انجمن کے مقامی اغراض کیلئے کچھ نہ کچھ داخل کیا جاوے۔ اسکے علاوہ آٹا فنڈ بھی جاری ہے دوسری انجمنوں میں بھی اگر اس قاعدہ کی پابندی ہو تو فنڈ کی مضبوطی کا موجب خدا کے فضل سے ہو سکتا ہے۔

# گورنمنٹ پنجاب کا اخلاقی جہاد

## اشتہاری دنیا میں انقلاب!

موجودہ جنگ کے خاتمہ پر دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب واقع ہوگا اس میں شک نہیں کہ سر دست یہ جنگ زندگی اور موت کی لڑائی ثابت ہو رہی ہے لیکن اسی کے ضمن میں شراب نوشی کے خلاف جو عالمگیر جہاد شروع ہو گیا ہے یہ بہت ہی خوشگوار نتائج کی امید لاتا ہے جرمن کی شکست کیساتھ ہی یقین کر لینا چاہیئے کہ دنیا میں ایک زنانہ دربار کیلئے خونریزی اور شرارت کا بھی خاتمہ ہو جائیگا اور ہر قسم کی بد امنیوں کے دور کرنیکے ہماری سرکار کو موقعہ ملیگا۔ مسیح موعود کے زمانہ کیلئے کھیلیں گے بچے سانپوں سے بے خوف بے گزند۔ کا ایک نظارہ نظر آئیگا۔ ہماری گورنمنٹ پنجاب نے آجکل ایک جہاد شروع کیا ہے۔ اشتہارات کے ذریعہ ملک کے گرے ہوئے اخلاق کا خوب اندازہ ہو سکتا ہے مگر حال میں گورنمنٹ پنجاب نے بعض اشتہارات کے مضامین کو فحش قرار دیکر جو مقدمات چلائے ہیں اس نے ثابت کر دیا ہے کہ گورنمنٹ کو اپنی رعایا کی اخلاقی بھلائی اور برتری کا بے حد خیال ہو رہا ہے میں نے ہمیشہ بہت ہی کم اشتہارات الحکم کیلئے لئے ہیں مگر میں اسکا اعتراف کرتا ہوں کہ میں اس الزام سے اپنے آپ کو بری نہیں سمجھتا کہ الحکم میں اشتہارات شایع نہیں ہوئے گو وہ کتنی ہی احتیاط سے شایع ہوتے ہوں میں گورنمنٹ پنجاب کے اس اخلاقی جہاد کو ملک کیلئے ایک نعمت اور بیش قیمت نعمت سمجھتا ہوں اشتہاری دنیا میں ایک مہذب انقلاب ہو جائیگا۔ اور اس سے ملک کے مذاق اور اخلاق کیلئے قابل قدر مدد ملیگی۔ میں نے آئندہ کیلئے فیصلہ کر دیا ہے کہ الحکم میں کوئی ایسا اشتہار شایع ہی نہ ہو جو خیالی اور وہمی طور پر بھی بد اخلاقی کیلئے محرک یا موثر ہو۔ امید ہے پریس ایسوسی ایشن آئندہ اشتہارات کے متعلق کوئی خاص تجویز پاس کریگی۔ جس سے اخبارات کے وقار کو قایم رکھا جاوے۔ بہر حال میں اگرچہ مقدمات کے سلسلہ کو پسند نہیں کرتا جو اخبارات پر چلائے گئے ہیں۔ لیکن اس کو گورنمنٹ کی ایک پسندیدہ اور مبارک کوشش یقین کرتا ہوں جسکے نتایج بہت ہی موثر اور اصلاح بخش ہوں گے



# خریداران الحکم توجہ کریں

اس سال میں سے پانچ ماہ گذر چکے ہیں جن احباب کے ذمہ الحکم کا بقایا اور سال رواں کی قیمت ہے وہ توجہ کریں کارخانہ الحکم پہلے ہی زیر بار ہے وہ مزید یاد دہانیوں کیلئے فرصت اور گنجائش نہیں پاتا احباب اول تو از خود اپنے ذمگی مطالبات روانہ کریں ورنہ انہیں مطبع کے فرستادہ وی پی فوراً وصول کر لینے چاہئیں واپسی میں نہ صرف دفتر کا کام بڑھتا ہے بلکہ الٹا نقصان بھی ہوتا ہے۔ احباب یہ بھی یاد رکھیں کہ قیمت طلب ہمیشہ برانہ پرچہ بھیجا جاتا ہے وی پی جاری ہو رہے ہیں جن احباب کے حساب میں کوئی امر دریافت طلب ہو وہ امانت رکھکر دریافت کریں والسلام

(خاکسار یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم)

ہی ہوا ابراہیم کے دشمن کا نام ونشان دنیا میں نہ رہا۔ بالمقابل خود حضرت ابراہیمؑ کو یورپ۔ امریکہ۔ تمام یہودی تمام نصرانی۔ تمام مسلمان آجتک عظیم الشان کہتے ہیں اور عزت وتعظیم کرتے ہیں۔ علیہ السلام والبرکات۔

غرض اپنی تدبیروں اور ڈھکوسلوں سے کوئی شخص مذہبی پیشوا نہیں بن سکتا مجھے قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ امر روز روشن کیطرح واضح ہو گیا ہے کہ آئمہ دین اور ان کے نواب وخلفا کا کام سب کام جناب الٰہی کے سپرد ہیں وہ خود ہی کسی کو امام اور خلیفہ بناتے ہیں۔ اور آپ ہی اس کے متولی ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وجعلنا ھم آئمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایٰتنا یوقنون۔ پس امامت کا حقیقی سرچشمہ حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کی ذات پاک ہے آدم کی نسبت بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ جس طرح امامت حقیقی حضرت پروردگار کیطرف سے ہی عطا ہوتی ہے ایسا ہی ان اماموں کے خلفاء اور اماموں کا یہی حال ہے خلافت کسی شخص کی تدبیر سے نہیں بن سکتی۔ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ امامت ہو یا خلافت بدون تائید الٰہی کچھ نہیں ہو سکتا۔ آیت استخلاف سے قبل جناب الٰہی نے ایک بہت لمبا ذکر کیا ہے اس میں اشارہ ہے کہ جن لوگوں کو ہم خلیفہ بنا بنواتے ہیں وہ ایک نور الٰہی اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور تاجر لوگ ہیں۔ جناب الٰہی کی بڑائی ان کے گھروں میں صبح شام ہوتی ہے۔ یہ بھی ذکر آیا ہے کہ انکی مخالفت ہوگی۔ مگر ایسی ہوگی جیسا کہ کوئی دور سے سراب کو پانی سمجھتا ہے یا دریا میں موجود ہے مگر ظلمتوں کے سبب اپنے ہاتھ کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ گویا منے ان خلفاء کے دشمن یا دھوکے میں ہونگے۔ یا جان بوجھکر غلطی وظلمت میں۔ پھر خلفاء کے دشمنوں کی تباہی کا ذکر فرمایا ہے۔ بھلا کوئی بتائے کہ کیا موت اور حیاتی اور وحدت ارادی کوئی اختیاری امور ہیں۔ جہانتک قرآن شریف اور اسکے مطابق واقعات کو دیکھا جاتا ہے امامت اور خلافت کیلئے پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ اس کا حسب ونسب اعلیٰ درجہ کا ہو۔ ولی بننا قرب الٰہی کا حاصل کرنا اور فیضان الٰہی کا مظہر بننا کسی حسب نسب پر موقوف نہیں مگر امامت وخلافت کے واسطے اس مرحلہ کو بھی طے کرنا ضروری ہے جیسا [illegible] کے

ممکن نہیں۔ بخاری شریف کے ابتداء میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہی سوال ہوا تھا! کیف نسبہ فیکم (وہ کیسا شریف وسلم خاندان کا ہے) اور جواب دیا گیا تھا کہ ھو فینا ذوالنسب دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ وہ بسطۃ فی العلم رکھتا ہو۔ اس شرط کے متعلق قرآن شریف میں زادہ بسطۃ فی العلم والجسم فرماکر آگاہ کردیا ہے کہ امامت دینی کیلئے حوصلہ اور بسط فی العلم کی بڑی ضرورت ہے ہر زمانہ کا امام اپنے مخالف سے وسعت کیساتھ بحث کر سکے نیز خلیفہ اور امام کیلئے ضروری ہے کہ اس کے اخلاق وسیع ہوں۔ جتنا بڑا ہو اتنے ہی اسکے اخلاق میں وسعت ہو۔ ہمارے مطاع ومقتدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جناب الٰہی فرماتے ہیں انک لعلیٰ خلق عظیم ان موقعہ اور محل پر عدہ ومناسبت کے لحاظ سے کوئی سختی کرے جو مصالح وقتی پر موقوف ہو تو اس سے وہ نہیں چوکتا۔ مگر اس کی کلام اور حرکات مجنونانہ نہیں ہوتے۔ وہ مجنونانہ وار جامہ سے باہر نہیں نکلتا اور الٰہی نصرت ہر دم اسکے ساتھ ہوتی ہے فستبصر ویبصرون بایکم المفتون اور فرمایا انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیٰوۃ الدنیا اور فرمایا کان حقا علینا نصر المومنین اور فرمایا۔ للہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یفقھون

وہ محبت الٰہیہ میں روزانہ ترقی کرتا ہے کسی دینی اور آنی ناکامی سے گھبراتا نہیں بلکہ قدم آگے بڑھاتا ہے نقص علم اور نقص تقریر سے اسے بہت تنفر ہوتا ہے اسلئے ان امور میں ترقی کرتا رہتا ہے معارف قرآنیہ سے متمتع ہو کر عام مخالفین کیلئے مقابلہ کے واسطے تیار رہتا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان انسان سے مراد وہی کامل انسان ہے وہ ابکم نہیں جو اپنے مولا پر دو بھر نہ ہو۔ ایک جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی وھو بالافق الاعلیٰ۔ معلم عظیم کا سدھایا ہوا تعلیم میں کمال رکھتا ہے اور وہ اپنے زمانہ میں افق اعلیٰ پر ہوتا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا خوفناک ہوتا ہے وہ اپنی ترقیات کیلئے دعائیں مانگتا ہے۔ حضرت موسیٰ بھی فرماتے ہیں رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی وہ

اپنے کسی علم کو کافی سمجھکر نہیں ٹھہرتا بلکہ ہر وقت قدم آگے بڑھاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے تو اشرح لی صدری کہا ہی تھا۔ مگر جسکی نسبت کہا گیا ہے کہ الم نشرح لک صدرک وہ بھی کسی مقام پر ٹھہرنا پسند نہ کرتا تھا۔ اس واسطے الہام ہوا۔ قل رب زدنی علما اس کا عزم بڑا قوی ہوتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فاصبر کما صبر اولوالعزم اسکی بعض تدابیر کارگر نہیں ہوتیں اور بعض وقت اس کے جان نثار احباب کو صدمات پہونچتے ہیں مگر یہ سب کچھ اسکی ترقی کا موجب ہوتا ہے اور رنگ برنگ صدمات میں وہ وفادار ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وابرٰھیم الذی وفّٰی صدق واخلاص اور اقبال علے اللہ میں اس کے لئے کوئی روک نہیں ہوتی ہاں یہ لوگ مصائب میں آتے ہیں قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا معہ متی نصر اللہ یہانتک نوبت پہنچ جاتی ہے تب ان کو آواز آتی ہے کہ الا ان نصر اللہ قریب کشوف صحیحہ الہامات صادقہ اور کائنات کے عظیم الشان تغیر سے اس کو بعض وقت آگاہی ملتی ہے سرور اور شوکت اور نیکی میں ترقی پکڑنا یہ اسکا تاج ہوتا ہے۔ ہر ایک قسم کی بزدلی اور جبن سے اسکی طبیعت کراہیت کرتی ہے اسکی بہت دعائیں اسکے لئے قبول ہوتی رہتی ہیں کہ وہ اپنے مولیٰ کا شکر گذار ہو اور بعض دعائیں اس واسطے نہیں سنی جاتیں کہ وہ صبر کے مناقب سے متمتع ہو۔ یہ بھی ضرور ہے کہ لوگ اسکی مخالفت کریں اور کرتے ہیں اور ناخنوں تک زور لگاتے ہیں تاکہ باوجود ان مخالفتوں کے اس کی کامیابی اسکی صداقت کا نشان ہو۔ ہم نے بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ بڑے بڑے دعاوی کرتے ہیں مگر کوئی ان کو پوچھتا بھی نہیں اور نہ کوئی ان کا معترض ہوتا ہے۔ لاہور میں ہمارے ایک پرانے آشنا ہیں انسے وہاں ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب کے معاملہ میں لوگ آپ کی مخالفت اس واسطے کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے پیر کا ادب نہیں کیا اور اسے صرف مسیح کہا۔ سچ کیا ہوتا ہے ہم تو اپنے پیر کو خدا کہتے ہیں یہ کہکر اس نے وہاں جو بیٹھے تھے ان کو بلند آواز سے پکار کر کہا کہ کیوں او لاہوریو ہم اپنے پیر کو خدا کہتے ہیں یا نہیں انہوں نے کہا بیشک آپ اپنے پیر کو خدا کہتے ہیں۔ پھر مجھے کہنے لگا دیکھو ہماری کوئی مخالفت نہیں کرتا

غرض ایسے لوگوں کی مخالفت میں جوش نہیں ہوتا مگر صادق راستگو کی مخالفت میں جوش اٹھتا ہے۔ پھر باوجود اس کے وہ ایک حد تک کامیاب ہو کر دنیا سے جاتا ہے اور اس کے پورے پورے مخالف کبھی تو یمدھم فی طغیانہم یعمھون کے مصداق ہوتے ہیں اور لکھا ہے فمھل الکفرین امھلھم رویدا کے ماتحت کچھ مہلت حاصل کرتے ہیں اور انما نملی لھم کے نیچے زندہ رکھے جاتے ہیں مگر اکثر ہلاک یا ذلیل ہوتے یا تھک جاتے ہیں کم از کم کوئی جماعت نہیں بنا سکتے جو اصل مدعا ہے اور وہ جو صادق ہے اس کو تاج قبولیت عطا کیا جاتا ہے وہ عملی نمونہ دکھاتا ہے اور تائیدات ارضیہ و سماویہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں اس کی مجلس اور صحبت میں جو لوگ زیادہ رہتے ہیں یا بار بار اسکے پاس آتے ہیں انہیں علوم دینیہ اور معارف قرآنیہ اور معرفت الہیہ حاصل ہوتی ہے اور حقیقی محبوب کی لو ان کے دلوں کو لگ جاتی ہے تو یہ کیطرف توجہ کا ایک بڑا حصہ ان لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے اگر کوئی انکی خدمت کرتا ہے تو نعم البدل سے محروم نہیں رہتا جس امر کو وہ ضروری کر کے پیش کرتے ہیں زمانہ انکی اور ان کے مسایل کی ضرورت کو پہلے محسوس کرتا ہے تب ہی تو کہنے والے نے کہا ہے ؎

آسمان بار دنشان الوقت می گوید زمین

این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بعض دعاؤں سے بھی ان کو روکا جاتا ہے چنانچہ حضرت نوح کو فرمایا گیا کہ فلا تسئلن مالیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجٰھلین۔ حضرت ابوالخلفاء ابراہیم خلیل اللہ کو کس محبت سے فرمایا گیا ہے کہ یجادلنا فی قوم لوط ان لوگوں کی آمد پر ایک غلغلہ ہوتا ہے اور جن مسایل کیلئے وہ کوشش کرتے ہیں ان مسایل کیطرف لوگوں کی توجہ انکی قبولیت کیلئے پہلے ہی سے شروع ہو جاتی ہے نادان کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ نادان شخص نے بیان کیا ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ اسی کی تصدیق کیلئے یہ کام پہلے سے ہوا ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے کسقدر قبل شرک سے نفرت لوگوں کے دلوں میں آچکی تھی اور یہود کا بھی یہ حال ہو گیا تھا کہ وکانوا من قبل یستفتحون علے الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین۔ قوم کے اجزاء متفرق ہوتے ہیں اور یہ شخص ان متفرق اجزاء میں وحدانیت کی روح پھونکتا ہے نادان یہ خیال کرتا ہے کہ یہ شخص تفرقہ پھیلاتا ہے حالانکہ تفرقہ تو پہلے سے موجود ہوتا ہے اور بڑا سخت ہوتا ہے اس کے سبب سے تو ایک اجتماع کیصورت پیدا ہو جاتی ہے ایسے لوگوں پر جب فیضان الٰہی کی بارش ہوتی ہے تو بہت سارے چھینٹے ان کے سوائے لوگوں پر بھی جا پڑتے ہیں اور ان کو بھی الہام ہو جاتا ہے جیسا کہ عبداللہ بن ابی سرح کو جو کاتب وحی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھا تبارک اللہ احسن الخالقین کا الہام اس وحی کے نزول کے وقت ہو گیا اور بے اختیار اس نے یہ کلمہ اپنے منہ سے نکال دیا مگر یہ امر اسکے واسطے موجب ابتلاء ہوا۔ کیونکہ جب یہ وحی نازل ہوئی تھی اس کے بالمقابل ابن ابی سرح کی کیا ہستی تھی اور اس کو کیا کامیابی حاصل ہو سکتی تھی۔ حضرت عمر بھی ملہم اور محدث تھے اور اس انبساط کے وقت ان کو بھی حصہ ملا مگر سعادتمندی اور عاقبت اندیشی نے ان کو اصل مامور کا غلام ہی بنائے رکھا اور اس مامور کے خلیفہ اول کے خادم صادق ہی بنے رہے۔ جسطرح تمام انجمنیں کسی مرکز کے سہارے پر چلتی ہیں اور جسطرح نظام شمسی بھی کسی مرکز سے وابستہ ہے اور جسطرح اعضاء در اعضاء سلطنتوں میں صدر کی حاجت ہے اور جسطرح خاندانوں کے بقا اور اعزاز کے لئے سربراہ کی ضرورت ہے اسی طرح روحانی سلطنتیں بھی ضرور ایک مرکز پر ہوتی ہیں کیا کوئی شک کر سکتا ہے کہ اس وقت مختلف مسلمانوں کے عقاید ایک نہیں اور ان کے اعمال میں کسقدر اختلاف ہے۔ معارف قرآنیہ کی تو بڑی شان ہے اب تو لوگ معمولی طور پر جسقدر قرآن پڑھتے تھے۔ اس کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں اور مدارس قرآن کی رونق کم ہو رہی ہے عمل بالقرآن تو بڑی بات ہے اور اس سے بے پرواہ ہو رہے ہیں۔ علماء تو سر تھے اور اہل عرفان ان سروں کے سر تھے اور امراء دونوں کے مطیع اور دونوں کے مطاع تھے باقی خلقت ان سب کی متبع ہے پھر کیا یہ خلقت آجکل ایسی نہیں کہ قرآن کو چھوڑ کر سب الگ الگ خلاف میں پڑے ہوئے ہیں۔

آجکل ہم سے بعض آدمیوں کے متعلق سوال کیا جاتا ہے جو کچھ اپنے دعاوی لوگوں کے سامنے تحریراً یا تقریراً پیش کرتے ہیں ان کے نام یہ ہیں:۔ عبدالحکیم پٹیالوی۔ میاں نبی بخش بٹالوی۔ میاں محمد بخش جو آجکل گورداسپور رہتے ہیں۔ مولوی یار محمد مختار۔ میاں عبداللہ تیماپوری۔ انہیں کے متعلق ہم نے یہ مضمون لکھا ہے اور اس میں صادقوں اور مقبولوں کے نشانات بتلا دیئے گئے ہیں ہر ایک شخص اپنے طور پر خود غور کر لے اور ان لوگوں کو اس کسوٹی پر پرکھ لے جو ہم نے ان کے سامنے پیش کر دی ہے۔ میں ایسے لوگوں سے بہت دلچسپی نہیں لیتا کیونکہ یہ لوگ مولوی ثناءاللہ کی طرح اپنی مخالفت کو اپنی خیالی ترقیات کا ذریعہ خیال کرتے ہیں مگر باہر سے آئے ہوئے بہت سے خطوط کی بابت ہم کو مفتی محمد صادق نے مجبور کیا ہے اس واسطے ہم نے یہ مضمون ان کو لکھا دیا ہے تاکہ اپنے اخبار میں بطور معیار صداقت کے شایع کر دیں۔ پھر ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی اپنی جگہ اس پر غور کرے۔

# حضرت اولوالعزم کی ملفوظات

(از الفضل)

۱۰ مئی بعد نماز ظہر حضور نے اس سوال کے جواب میں کہ احمدیت میں کیا تصوف ہے جو کچھ فرمایا وہ درج ذیل ہے:۔

گذشتہ زمانے میں اور اب فطرتیں تو ایک ہی تھیں جیسے میری عمر دو سال کے بچے کی ہے لیکن تجربہ نہیں تھا جیسے اب تجارب و ایجادیں ہیں مثلاً اس زمانے کی ایجادوں میں پھر اور ترقی ہوئی جیسے مسموم زہر پہلے ہاتھوں کے ذریعہ پکڑ کر۔ پھر گھٹنوں کیساتھ ملا کر بیٹھنے کے ذریعہ پھر اسکی ضرورت بھی نہ رہی صرف سامنے بٹھلا کر آنکھوں کے ذریعے پھر اس سے بھی تک کہ جہانتک نظر جائے پھر اب قید بھی اٹھ گئی اور سینکڑوں کوس کی دوری سے انسان عمل کر سکتا ہے تو روحانی جسمانی ترقیات کا سلسلہ ایک ساتھ چلا آتا ہے گذشتہ زمانے میں شریعت یعنی کتب سابقہ کیوں کسی کسی کو نبی نہیں بنا سکتی تھیں یہی وجہ تھی کہ ان کو اس قدر تجربہ نہ تھا اور اس وجہ سے انکی کتب میں دلایل بھی نہیں دیئے گئے یہ بات تمہیں اس مثال سے واضح ہو جائیگی جیسے آجکل بورڈنگ میں یہ حکم ہو کہ ۹ بجے کے بعد کوئی لڑکا باہر نہ نکلے تو یہ ایک عب جمانے کا طریق ہے لیکن اسکی دلیل کوئی نہیں دیجاتی اور نہ ہی لڑکوں کو اس دلیل کی ضرورت ہے کیونکہ دلیل دیئے جانے پر اس پر عملدرآمد کرنے سے بعض لڑکے جھجک سکتے ہیں اور تسلی دلا سکتے ہیں کہ ہمکو بیٹک اجازت دی دیجاتی۔ ہم کسی طرح کی بدچلنی نہ کرنے پائینگے تو اس طرح انتظام نہیں رہ سکتا۔

دلایل جب دیئے جاتے تھے تو پھر نبی کیونکر ہو جاتے تھے اپنی کتاب پر جب بالکل عملدرآمد میں پختہ ہو جاتے تو ان میں سے جسکو اللہ تعالیٰ لایق دیکھتا اسکو اپنی طرف سے تعلیم دیکر اس پر روحانی علوم کے دروازے کھول دیتا اور اس پر نبوت نازل کرتا اسی طرح کا نمونہ ہمیں گذشتہ زمانہ میں ملیگا۔ جب کوئی بڑا طبیب کئی سال تک خدمت کرا کر پھر ان خدمتگار شاگردوں میں سے بھی جسکو نہایت لایق سمجھتا اسکو نسخہ بتلا دیتا تاکہ ایسا نہ ہو کہ سب کو بتا دینے سے بعض یا اکثر نیم حکیم خطرہ جان کے مصداق ہوں (چونکہ مخاطب مولوی امام الدین

صاحب اس گویائی تھے اسلئے ان کو یوں مثال دی کہ آپ اپنے نارمل ہی کو دیکھ لیجئے کہ جو کام نارمل والا کر سکتا ہے وہ صرف مڈل پاس والے سے نہیں ہو سکتا مڈل کا مدرس ہونا چاہے تو اسے مڈل کے علاوہ نارمل بھی پڑھنا پڑیگا لیکن اگر زمانہ ترقی کرے اور بجائے الگ نارمل ہونیکے مڈل ہی میں وہ پڑھائی داخل کر دیجائے تو پھر الگ نارمل کی ضرورت نہیں - اب یہ مثال قرآن مجید کی ہے کہ اس میں نبوت کی تعلیم بھی موجود ہے جسکو پاس کر لینے سے نبوت مل سکتی ہے

## کیا حضرت یحییٰ بجز اتباع شریعت اور اعلیٰ تعلیم کے نبی ہو گئے تھے

حضرت یحییٰ کی نسبت جو صبیا کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے تو بچپن مراد نہیں بلکہ محاورے میں بھی بڑی عمر شخص کے سامنے بڑا جوان لڑکا ہی کہلاتا ہے - ایسا ہی انبیاء کو ۴۰ سال پر نبوت ملتی تھی مگر انہوں نے ترقی کرکے اس سکیم کو جلدی ختم کیا اور قریباً ۳۵ سال کی عمر میں مبعوث ہوئے

## محذرات روحانی

مسمریزم اور توجہ ڈالنا روح پر اثر ڈالتا ہے مگر مادی طور پر کہ آسمانی طور پر جیسا کہ افیون اور کوکین فوری اثر ڈالتی ہیں لیکن اصل مرض کو نہیں کھو سکتیں کئی پیر اپنے حلقہ میں توجہ ڈالتے ہیں تو انکو ایکوقتی سرور ضرور حاصل ہوتا ہے لیکن انکے اخلاق ویسے ہی رہتے ہیں توجہ تو ہندو بھی ڈال سکتے ہیں۔

## دو مثالیں

ایک بڑا توجہ ڈالنے والا ہندو دفتر میں ہیڈ کلرک تھا وہ دارالامان کے قریب کسی بارات میں آیا تو اس نے حضرت اقدس کا ذکر سنا ہوا تھا اسلئے کہا کہ چلو آج مرزا صاحب پر ایسی توجہ ڈالو کہ حلقہ مریدین میں ناچنا شروع کر دیں اور مجلس میں گڑبڑ ہو جائے - اس خیال سے وہ چھوٹی مسجد میں جو ابھی وسیع نہ ہوئی تھی حضرت اقدس بیٹھے معارف سنا رہے تھے کہ وہ چپکا سا آکر کچھ فاصلے پر بیٹھا اور اس نے توجہ ڈالنی شروع کر دی - مگر حضرت صاحب اپنی باتوں میں مشغول رہے - اب اس نے خیال کیا اگر اسکو کچھ توجہ کی واقفیت ہوتی تو چپ ہو کر توجہ ڈالنی شروع کرتا اس نے توجہ جو ڈالی تو اس کو ایسا معلوم ہوا کہ میری جان نکلنے لگی ہے پھر چھوڑ دیا - اور سمجھا کہ یہ کوئی بڑا مضبوط دماغ ہے کہ اس پر اثر نہیں ہوتا - ذرا اور بڑھ کر توجہ ڈالی جائے - پھر بھی توجہ ڈالنے سے اسپر وہی حالت ہوئی پھر تیسری دفعہ جو شروع کیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت صادق المصدق جری اللہ فی حلل الانبیاء کے دونوں شانوں کے پاس دو شیر (ایک دائیں اور ایک بائیں) ہیں اور ابھی مجھپر حملہ کیا چاہتے ہیں تو فوراً جوتیاں ہاتھ میں لے بھاگا - مباہلہ کی جا آرام لیا اور پھر لاہور پہنچا وہاں سے اس نے یہ واقعہ لکھکر بھیجا اور پھر حضرت صاحب کی بہت تعریف کرتا اور خط و کتابت رکھتا حضرت بھی اسے کتابیں بھیجا کرتے کبھی اسے کوئی کتاب نہ پہنچتی اور اسے پتہ لگ گیا تو لکھتے کہ حضرت آپ اپنے مرید کو بھول گئے ۞

## دوسرا واقعہ

میں (یعنے حضرت صاحبزادہ صاحب ایدہ اللہ) جہاز میں سوار تھا تو اس کمرے میں بڑے معزز لوگ بیٹھے تھے چند انگریز بھی تھے - ایک ہندو نے کہا کہ میں علم توجہ میں ماہر ہوں انگریزوں نے ہنسی میں ٹالا - تو اس نے ایک انگریز پر جو توجہ ڈالی وہ لگا خود بخود اسکی طرف آنے آگے آگے کھنچتا چلا آتا جسپر خوب قہقہہ اڑا - پھر اس نے ایک ہندو لڑکے پر جو بھیرہ کا تھا توجہ ڈالی اور اسے کہا تمکو ہوائی جہاز کی سیر کرائیں اس نے کہا کہ ہاں توجہ والے نے کہا لو جی جہاز تیار ہے اسپر سوار ہو جاؤ - کیوں جی سوار ہو گئے ؟ بتاؤ کہاں چلو گے - بھیرہ چلو لگا کہاں اتر گئے اپنے گھر - اچھا گھر میں اتر پڑے بیٹھے - کون کون بیٹھا ہے ماں بیٹھی بہن بیٹھی ہے - کیا کہتی ہیں - کہتی ہیں کہ بڑی جلدی آ گیا اور بھی کسی سے ملو گے ہاں فلاں محلے میں ایک دوست کو ملوں گا چلو کیوں بھائی مل لئے - جی ہاں - اچھا اب کہاں کی سیر کرو گے راولپنڈی کی وہاں کے مختلف مقامات کی سیر کرائی مگر مجھپر توجہ نہ کر سکا واقعہ مذکورہ سے وہ پھر سبق حاصل کرے جو لوگوں کو کہتا ہے میں تم کو مزے کا نظارہ دکھا سکتا ہوں کیا وہ لڑکا واقعی ان مقامات پر گیا اور کیا پیر صاحب واقعی وہ توجہ والی حالت حضرت صاحب میں پاتے ہیں

## صوفیا میں توجہ کیوں آئی ؟

انہوں نے سمجھا کہ اب مسلمانوں کی روحانی حالت بالکل بگڑ چکی ہے ایسا نہ ہو کہ ہندو ہی انپر غالب آ جائیں اسلئے کم از کم بات تو بنی رہے انکی نیت تو یہ تھی لیکن بعد میں یہ ایک واقعی آسمانی علم سمجھ لیا گیا اور آسمانی روحانیت سے دور لوگوں نے اسے اور طرز میں سمجھ لیا ایک صوفی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک کشتی میں بہت سے ہندو سوار تھے میں جو توجہ ڈالی تو سب کے سب کلمہ پڑھنے لگے پھر ایک جوگی کی توجہ سے جو چپکا بیٹھا تھا ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ سب کے سب رام رام کہنے لگے حتیٰ کہ میرے منہ سے بھی رام رام نکلا۔

## مادی اور آسمانی توجہ میں فرق

مادی توجہ کرنیوالا چپکے بیٹھے عمل کرتا ہے لیکن آسمانی شخص فاصدع بما تومر پر عمل کرتا ہے اور اس توجہ ڈالنے کا کام خدا تعالیٰ اپنے ذمہ لیتا ہے - چنانچہ اس کے حلقہ میں دیرپا روحانی ترقی ہوتی ہے

## کیا ہر ایک مضطر کی دعا منظور ہوتی ہے ؟

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ تمہاری کیا خصوصیت ہے کہ تمہاری دعا قبول کیجاتی ہے دعائیں تو فلاں پادری کی بھی منظور ہوتی ہیں پھر فلاں سادھو کی پھر فلاں بیچری کی تو تم اسبات سے انکار مت کرو - بلکہ جھٹ قرآن مجید کھولکر سامنے رکھدو کہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ۔

قرآن مجید ہر مضطر کی دعا کو سنتا ہے کسی مذہب کی خصوصیت نہیں یہ تو قرآن مجید کی تصدیق ہوئی باقی رہا فرق - یا مابہ الامتیاز تو وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے مقابلہ میں آکر دعا مانگے تو اسکی دعا ہرگز قبول نہ ہوگی تجربہ کر لیا کرے اسکی مثال یوں ہے جیسے ایک شخص اپنے بیٹے کو بھی دیوے اور پھر ایک فقیر کو بھی تو کیا وہ ایک ہی حیثیت سے دیتا ہے ؟ ان میں کچھ فرق نہ ہوگا جہاں دیکھے گا کہ لڑکے کا نقصان ہوتا ہے تو اسکے مقابلہ پر پھر فقیر کو نہ دیگا کوئی پیر صاحب کہیں کہ دیکھو ہماری توجہ ویسی ہی چلی آتی ہے تو ہندو کیا اس سے کم ہیں - ان سے بھی بڑھ کر توجہ کرنیوالے موجود ہیں آسمانی روحانیت سے ان کو کچھ تعلق نہیں اور پھر ہمارے مقابلہ پر کیا ہمارے دو طالب علم پیر جماعت علیشاہ کے حلقہ میں بیٹھے - ان کے ماسوا اور تو کچھ سر ہلانے لگے لیکن انپر کچھ اثر نہ ہو سکا حالانکہ پیر صاحب نے بڑی توجہ ڈالی لیکن آخر اسے یہ کہکر چھوڑ دینا پڑا کہ تمہارے دل سخت ہیں ایکدم یہاں سے نکل جاؤ۔

---

۹ - مئی کو نماز مغرب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح حسب معمول مسجد میں بیٹھے رہے مختلف باتیں ہوتی رہیں کہ اتنے میں حضرت خلیفۃ المسیح نے پروفیسر محمد ... صاحب ایم - اے پٹنہ کالج کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اب تک آپکے ہاں بانکی پور میں سلسلہ کے متعلق کوئی ایسی زبردست تحریک نہیں ہوئی جس سے لوگ دھڑا دھڑ متوجہ ہوں اور ہماری باتیں سنیں ؟ پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ آج تک کوئی ایسی تحریک نہیں ہوئی حضور کوئی پمفلٹ شایع فرمائیں وہاں پر شیعوں کا بہت زور ہے فرمایا مجھکو کئی دفعہ تحریک ہوئی کہ شیعوں کے متعلق کچھ لکھا جائے مگر ابھی تک میں اسکے لئے کوئی وقت نہیں نکال سکا - اب اللہ تعالیٰ نے شیعوں کو بھی اس بات کی طرف تحریک کی ہے وہ ہم کو گالیاں دیں اور ہم ان کے متعلق کچھ لکھیں - کئی ایک خط گالیوں کے شیعوں کیطرف سے آ چکے ہیں پروفیسر صاحب نے کہا کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ تم لوگ نئے نئے ہو اسلئے تم میں جوش ہے اور وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلئے ہم لوگ تمہاری طرف متوجہ نہیں ہوتے کیونکہ تمہارا جوش بسبب نئے ہونیکے ہے - حضرت صاحب نے فرمایا کہ ان لوگوں کی غلطی ہے - اسی طرح ایک غیر مذہب کا آدمی کہہ سکتا ہے کہ صحابہ چونکہ نئے نئے تھے اس لئے ان لوگوں میں جوش تھا - جب مدت گذر گئی بات پرانی ہو گئی جوش بھی مدہم ہو گیا - ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ آریوں میں بھی بڑا جوش ہے اور بہت بڑی ترقی کر رہے ہیں اور اپنے مذہب کے پرچار میں سرگرم ہیں - لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہمیشہ مقابلہ سے کسی چیز کی

حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ کچھ معیار ہیں جن سے سچے اور جھوٹے کی تمیز ہوا کرتی ہے اگر سچے اور جھوٹے میں تمیز کیلئے کوئی معیار نہ ہو تو پھر دنیا کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کون گروہ حق پر ہے اور کون باطل پر پہلے ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ دیانند نے کونسی تبدیلی ہندوؤں میں پیدا کر دی سید احمد خان کے خیالات کے لوگ موجود ہیں پھر کونسی تبدیلی ان لوگوں نے پیدا کر دی اول تو دیکھنا چاہیئے کہ اس شخص نے جسکے خیالات پھیلائے جاتے ہیں اپنے ہم خیال لوگوں میں کس قسم کی تبدیلی کر دی دوسرے یہ دیکھنا ہوگا کہ جب مقابلہ پیش آئے تو خدا کی مدد کسکے ساتھ ہے اور کس کا پلہ بھاری ہے۔ پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ شخص لوگوں کو جسطرف بلا رہا ہے وہ دریا کی کونسی سمت ہے آیا بہاؤ کی طرف لے جا رہا ہے یا بہاؤ کے خلاف۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے جان لیا تھا کہ بغیر تعلیم جدید کے کوئی ترقی نہیں سرکار انگریزی کے دفاتر میں کوئی کھڑا ہونے نہیں دیتا۔ لیکن ہمسایہ قوم نے انگریزی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا سرکار میں خوب ترقی پائی اور بڑے عہدوں پر سرفراز ہوگئے ہیں۔ ادھر مسلمان اپنی حالت کو دیکھتے تھے کہ انگریزی تعلیم نہ ہونیکے باعث دن بدن ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ پس وہ چاہتے تھے کہ کوئی شخص ایسا ہو جو اس پہلے حجاب کو کہ انگریزی پڑھنا کفر ہے دور کر دے۔ چنانچہ سید احمد خان اٹھا اور اس نے آواز دی۔ لوگ تو طیار بیٹھے تھے اٹھ اٹھ کر اسکی طرف دوڑ پڑے چند دن اسکی مخالفت ہوئی۔ مگر آخر شور و شر دب گیا۔ ادھر ہم آریوں کو دیکھتے ہیں کہ دیانند کے وقت کے انگریزی فلسفہ نے یہ بات پھیلائی ہوئی تھی کہ مادہ مخلوق نہیں بلکہ ازلی ہے اس وقت میٹریلسٹ لوگوں کا یہی خیال تھا۔ دیانند اٹھا اور لوگوں کو کہا کہ ہمارے دھرم میں بھی یہی ہے کہ مادہ غیر مخلوق ہے لوگوں کی طبائع انگریزی تعلیم کے اثر سے اس طرف جھکی ہوئی تھیں انہوں نے فوراً اس بات کو تسلیم کر لیا اور اس کے ساتھ ہو لئے۔ لیکن اب غریب آریوں کو ایک مصیبت کا سامنا پیش آگیا۔ اب مادہ مخلوق مانا جاتا ہے اب وہ کیا کریں۔ دیانند نے کونسی بات اپنے متبعین میں پیدا کر دی جو ان میں پہلے نہ تھی اگر کوئی آریہ نہ ہوتا نہ دیانند کی ستیارتھ پرکاش ہوتی تو بھی وہ لوگ جو مادہ کے غیر مخلوق ہونیکے سبب یورپین فلسفہ کے قائل تھے قائل ہی رہتے۔ اس پر پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ "کالج میں ایک ہندو دوست ہیں وہ کہتے تھے کہ ابھی تو آریہ ہم سے بہت پیچھے ہیں" فرمایا کہ دیانند کا اس میں کوئی کمال نہیں بلکہ یورپی فلسفہ کا کمال ہے رام موہن رائے کو دیکھتے ہیں کہ یورپ کے فلسفہ نے یہ بات مشہور کر دی تھی کہ الہام کوئی نہیں۔ نبوت رسالت لغو پہلے لوگ جنہوں نے نبوۃ یا وحی کا دعویٰ کیا صرف فلسفی لوگ تھے انہوں نے دنیا کی اصلاح اسطرح کر دی بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ خدا ایسے اور ایسے الفاظ کی آواز کان میں آئے پھر یہی لغو اور بیہودہ بات ہے۔ راجہ رام موہن رائے نے کہدیا کہ ہاں یہی بات ہے لوگ اسکے ہم خیال ہوگئے برہمو ازم کی بنیاد پڑ گئی :۔

بابی مذہب کی بھی یہی حقیقت ہے انہوں نے کہا کہ مذہب اب تلوار سے لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں سب پیچھے ہیں۔ باب خدا کا مظہر ہے جو وہ کہتا ہے وہی وحی اور الہام ہے۔ اب ہم حضرت صاحب کو دیکھتے ہیں لوگ دنیا کی طرف گرے پڑے تھے اور دین سے بہت دور چلے جا رہے تھے لوگ ہرگز ہرگز تیار نہیں تھے کہ دین کیطرف رخ کریں ان کی تمام کوششوں کا قبلہ توجہ دنیا تھی ہر طرف سے لوگ اسکی طرف دوڑ رہے تھے اور اس کو ترقی دینے کیلئے سامان مہیا کر رہے تھے مگر مرزا صاحب نے یہ نہیں کیا کہ ان لوگوں کو دنیا کی تحریص دلائیں اور کہیں کہ ہاں تم اسی پر اپنی کوشش صرف کرو۔ بلکہ اس کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اقرار کرو کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا یہ آواز لوگوں کے مذاق کے بالکل خلاف تھی۔ مگر حضرت صاحب کا یہ جذب ہے کہ لوگوں نے اس بات کو قبول کیا۔ لوگوں نے نبیوں کا بالکل انکار کر دیا تھا مگر حضرت صاحب آتے ہیں کہ پہلے نبیوں کی نبوت اور رسالت تو منوائی ہی اپنی نبوۃ اور رسالت بھی منوائی۔ لوگوں نے معجزات کا انکار کر دیا تھا مگر حضرت صاحب نے دنیا کو جس نے معجزات کا انکار کر دیا تھا اور اس طرف نہیں آتی تھی معجزات کا قائل کر دیا۔ لوگوں نے سیاست کو اپنی اپنی ترقی کا راز سمجھ لیا تھا۔ اور لوگ سیاست کی بھٹی میں گرنے کو اپنے کیمیا بننے کا ذریعہ سمجھ بیٹھے تھے مگر حضرت صاحب نے کہا کہ سیاست میں ہرگز دخل مت دو۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے۔ یہ سچ ہے کہ سید احمد خان نے بھی سیاست کے خلاف آواز اٹھائی اور کالج کی بنیاد سیاست کے خلاف رکھی۔ مگر آج اس کے ہم خیال اور کالج والے کہتے ہیں کہ آج کے لئے سید احمد خان کی بات نہ تھی۔ بلکہ آج سے تیس برس قبل کیلئے یہ بات کارآمد تھی۔ دیانند نے دنیا کے رجحان کو سیاست کی طرف دیکھا اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں سیاست کے قواعد لکھے لیکن حضرت صاحب نے سیاست کے خلاف جس طرف دنیا لپک لپک کے جا رہی تھی روکا اور ایک جماعت کو سیاست بالکل خلاف قائم رکھا۔ اب دیکھو کہ حضرت مرزا صاحب غالب ہے یا آپ کے مقابل لوگ حضرت صاحب نے لوگوں کے عام مذاق کے خلاف اپنی باتوں کو تسلیم کرایا مگر آپ کے مقابل کے لوگوں نے وہی باتیں کہیں اور منوانی چاہیں جو لوگ خود کہتے تھے اور مانتے تھے پس ہر ایک دانا انسان جان سکتا ہے کہ مسیح موعود کی کامیابی کے ساتھ کسی کی کامیابی لگا نہیں کھا سکتی یہ تو ایسی بات ہے کہ ایک بہت بڑا دخانی جہاز کسی طرف کو جا رہا ہو ایک شخص اٹھ کر جہاز کے پیچھے ہاتھ رکھدے اور کہے کہ دیکھو میں جہاز کو دھکیلے لئے جا رہا ہوں وہ اس کا فخر بیجا ہے اور ہر ایک دانشمند کے نزدیک ایک بے معنی حرکت ہے مگر ایک دوسرا شخص ہے کہ اس جہاز کو نہ سہی بلکہ اگر ایک مشک کو ہی دریا کے بہاؤ کے خلاف لے چلے تو اس کا فخر بجا ہوگا۔ اور اسکی طاقت مسلم ہوگی ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ مسیح موعود نے لوگوں سے وہ باتیں منوائیں جنکو وہ ماننے کے لئے تیار نہ تھے مگر ان کے مخالف لوگوں نے وہ باتیں پیش کیں جنپر وہ عمل پیرا تھے پس ہر شخص پکار اٹھے گا کہ مسیح موعود کی کامیابی ہی ایک کامیابی ہے آپ کے متبعین کو خدا نے وہ غلبہ دیا ہے کہ معمولی سے معمولی احمدی سے بھی بات کرتے ہوئے عیسائی جی چراتے ہیں۔ اور جھٹ کہدیتے ہیں تم قادیانی ہو تم سے ہم بات نہیں کرتے۔ مال کسقدر وہ صرف کرتے ہیں۔ کوشش کسقدر کرتے ہیں مگر ہم مال یا کسی اور ذریعہ سے انپر غلبہ حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اور مسلمان کہلانے والے بھی تو موجود ہیں مگر احمدیوں سے کیوں عیسائیوں کا دم گھٹتا ہے یہ خدا تعالے کی مدد کا نتیجہ ہے کہ ان کا رعب دوسروں پر غالب کر دیا۔ آریہ دوسروں سے تو بیشک گفتگو کر سکتے ہیں ہمارے مقابل نہیں آسکتے۔ پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ :۔

پنڈت بھوجدت بھاگلپور میں گیا۔ مولانا عبد الماجد صاحب بیٹھے رہے مگر ان کے مقابل پر نہ آیا اور بھاگلپور چھوڑ گیا۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا حکیم خلیل احمد صاحب سے آریوں کی مٹ بھیڑ ہوئی مگر مقابلہ میں نہ ٹھیر سکے پھر فرمایا کہ حضرت صاحب نے لوگوں سے ان کے خیالات چھڑا دیئے ایک طرف تو ان کو آپکے خیالات سے اس قدر الگ کر دیا کہ بالکل بیجان کسطرح انہوں نے اپنے تئیں مسیح موعود کے ہاتھ میں سونپ دیا دوسری طرف ان کو آزادی بھی ایسی دی کہ جو بات مانو دل سے مانو بے دلیل کوئی بات نہ مانو۔ اجتماع ضدین کر دیا ایسی دو صورتیں مشکل کیا ہوتی نہیں لیکن حضرت مسیح موعود نے یہ بات کر دکھلائی کہ وہ لوگ جو آزادی آزادی کرتے تھے کیسے بیجان ہو کر مسیح موعود کے ہاتھ میں آگئے دوسری طرف ایسے آزاد کہ کوئی بات مانتے ہی نہیں جب تک مبرہن طور پر دلیل اسکے حق میں پیش نہ کی جائے قرآن مجید [illegible] کر پیش کیا ہے اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم الخ یا تو اس قدر خیالات کو دوسرے کو [illegible] کہ قتل کر دو یہاں سے جنبش نہیں کرینگے اور دوسری طرف یہ کہا کہ بے دلیل کوئی بات تسلیم نہیں کیجائیگی۔ وطنوں سے نکلنا گوارا ہے پھر وہ وقت جبکہ دنیا آزادی آزادی کر رہی تھی۔ مسیح موعود نے ایسے مطیع و فرمانبردار بنایا کہ تمام سرکشیاں جاتی رہیں اپنی ہی اتباع نہیں منوائی بلکہ خلفاء کی بھی اتباع و فرمانبرداری ضروری کر دی۔ جیسا کہ پیغام صلح کے صفحہ ۳ میں احمدی جماعت کی خصوصیت کہ ہمیشہ وہ ایک پیشوا کے ماتحت رہیگی

بیان کرکے دوسروں کو پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال فرمایا ہے۔ اسلئے کہ کسی ایسے لیڈر کی ماتحت نہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہو۔ لوگوں نے کہا کہ شخصی حکومت میں قوم ترقی نہیں کرسکتی۔ پس دکھلا دیا کہ ہاں ایک شخص کی ماتحتی میں قوم خوب ترقی کرسکتی ہے۔ دو قسم کی باتیں ہوتی ہیں جنکے منوانے ہیں ایک تو دلایل ہوتے ہیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دلایل کو تسلیم کرلیتے ہیں لیکن بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دلائل سے ان کو تشفی نہیں ہوتی پھر ایسے لوگوں کیلئے ضروری ہوا کہ مشاہدہ کرادیں۔ پس خدا نے ایک شخص کی ماتحتی میں ترقی ہوتے ہوئے مشاہدہ کرا دیا۔ ہماری جماعت کے چند لوگوں نے بھی انبیاء کے بارے میں غلطی کھائی کہتے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوۃ کے بھی چند دلایل ہیں کہ ان کو نبی پیشگوئیوں میں کہا گیا۔ الہام میں نبی کا نام رکھا گیا اگر یہ سب کچھ استعارات نہیں تو عیسی کو خدا بنانیوالے سچے ہیں کہ مسیح کو بیٹا کہا گیا۔ اور اس نے خود بھی کہا کہ میں بیٹا ہوں اگر مسیح موعود کی نبوۃ کا لفظ استعارہ نہیں حقیقت ہے تو مسیح کو خدا ماننے والے حق پر ہیں۔ فرمایا اس طرح تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی استعارہ بن جائیگی۔ ان لوگوں نے اتنا نہیں سمجھا کہ بیٹے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ اول اسلئے کہ اس کا قایم مقام ہو۔ مثلاً انسان ہے۔ آدم نے چونکہ اس وقت سے قیامت تک قایم نہیں رہنا تھا اسلئے اس کی نسل قایم رکھنے کیلئے اسکی اولاد کا سلسلہ شروع کردیا۔

مثلاً جانوروں میں کوئی جانور آدم کے وقت کا نہیں ملتا مگر اسکی نسل موجود ہے۔ یہی حال درختوں کا ہے۔ لیکن سورج ہمیشہ ایک ہی ایک ہے اسی طرح چاند بھی ایک ہے وجہ کیا؟ صرف یہ کہ چونکہ وہ نظام شمسی تک خود قایم رہ سکتی ہیں۔ اسلئے ان کے توالد تناسل کی ضرورت نہیں لیکن جو چیزیں خود قایم نہیں رہ سکتیں انکی [illegible] پس خدا کے بیٹے کیلئے اول ثابت کرنا ہوگا کہ وہ ویسا ہی ہو اور یہ کہ خدا کے لئے آیا بیٹے کی ضرورت ہے یا نہیں لیکن نبی کے لئے تو یہ ضرورت نہیں وہاں تو شرائط مقرر ہیں اگر کسی شخص میں وہ شرائط پائے جائیں تو وہ نبی ہے نبیوں کیلئے صرف یہ ضروری نہیں کہ انکا نام نبی رکھا گیا۔ بلکہ ان کو غیب پر غلبہ ہو اور ان کی وحی کثرت سے انذار و تبشیر کے متعلق ہو تب ہم تسلیم کر لینگے۔ لیکن یوں تو مجھکو بھی بعض اوقات ایسا ایک سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جس سے آیندہ دن کو ہونیوالے واقعات خواب میں رات کو دکھائے جاتے ہیں۔ پس نبوۃ کیلئے کوئی محال عقلی نہیں جو پہلے نبیوں کیلئے شرائط ہیں وہ کسی اور میں ملیں تو وہ نبی ہو

مگر خدا کے لئے بیٹے کی ضرورت ہتلانی ہوگی۔

پہلی کتابوں میں دلایل نہ تھے نہ لوگ اس قابل تھے کہ ان کے سامنے دلائل پیش کئے جاویں وہ درجہ تقرب جو اعلیٰ درجہ کا تھا اس کو ظاہر فرمانے کے لئے بیٹے کا لفظ بولدیا۔ لیکن جب قرآن شریف نازل ہوا اس وقت لوگ اس قابل ہوگئے کہ ان کے سامنے دلایل پیش کئے جاویں۔ فرمایا کہ ہم جو بیٹا کہتے ہیں اس سے مراد عباد مکرمون ہیں یہاں یہ بتلایا کہ ہم بیٹا کہہ تو دیا کرتے ہیں لیکن اس سے مراد نیک بندے ہوتے ہیں۔ جو خدا کی درگاہ میں خاص تقرب رکھیں۔ دیکھئے خدا تعالے نے اپنی ہر بات کو دلیل سے ثابت کرنا اسلئے لازم کرلیا کہ بندوں میں بھی حق تمیز کرنیکی استطاعت پیدا ہو دوسرے اتنا ضروری تھا کہ یہ بات ثابت کردیجائے کہ یہ خدا کا کلام ہے پھر اس کیلئے دلایل کی ضرورت نہیں تھی لہذا بندوں کی خاطر خدا نے دلایل دیئے ہیں جب کوئی خدا تعالے کے مقرر کردہ شرایط کے ماتحت نبی ثابت ہوجاوے گا وہ نبی ہے پھر اس کو مجازی کہنا سراسر غلطی ہے یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ خربوزہ ہو اور کوئی شخص کہے کہ دیکھو جی گول بھی ہے اور پھیر اوپر چھلکا ہے۔ قاشوں کیلئے دھاریاں ہیں اندر گودا ہے بیج ہیں مگر یہ مجازی خربوزہ ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ یہی شرایط خربوزہ کے لئے مقرر ہیں تو پھر مجازی خربوزہ کے کیا معنے۔ اسی طرح جب نبوۃ کے تمام وہ شرایط جو پہلے نبیوں کے لئے ہیں ایک شخص میں ملتے ہیں تو پھر مجازی نبی کے کیا معنے؟۔



## مامور اور غیر مامور پیغامیوں کی نظر میں

وہ جنہوں نے چھ سال تک خلافت احمدیہ کی دہلیز پر جبہ سائی اگرچہ کی کوشش ہی اس لمبے سجدہ میں کی تو بے قرار ہوکر گر پڑے وہ جو قدرت ثانیہ کے مظہر اول کو اپنا پیشوا اپنا امام اپنا آقا اپنا مطاع اپنا استاد وغیرہ کہتے ہیں اس استاد کامل نے ان کو یہ سبق بہت کچھ [illegible] آج ہم کو پیر پرست۔ مشرک۔ کافر۔ غالی غیر مامور کو ترجیح دینے والا بتلاتے ہیں اور جسقدر بھی انکی قدرت میں ہے ہمارے امام سیدنا محمود کو گالیاں دیتے اور الزام لگاتے ہیں۔ آج سب سے بڑا جرم جو ہماری طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ہمنے خلیفہ کی بیعت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ تم نے غیر مامور کو کیوں واجب الاطاعت سمجھا ہے۔ دامن خلافت سے الگ رہنے کا بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ ہم غیر مامور کی اطاعت نہیں کرسکتے اور ہم اپنے جیسے شخص کو کیوں اپنے پر حاکم بنائیں وہ اپنی ان باتوں سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ گویا وہ مامور کے مقابلہ میں کسی کو جگہ نہیں دیتے۔ یہ انکی بات واجبی ہے

فی الواقعہ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کہ ایک مامور کی غیر مامور سے کیا نسبت۔ نہ مطاع و مطیع۔ مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ لوگ جو غیر مامور کی بیعت کو شرک و کفر اور پیر پرستی بتلاتے ہیں اپنے افعال سے مامور کی کیا عزت ظاہر کرتے ہیں۔ سو یہ بات ظاہر ہے۔ پیغام کا آج سے نہیں بلکہ ابتدائی تاریخ ہی اس بات کو روشن کر رہا ہے کہ وہ مامور کی عزت کیا سمجھتے ہیں جسکے سامنے کسی غیر مامور کی بیعت کو برا کہتے ہیں

ان کی نظر میں وہ مامور جو کہتا ہے احمد آخر زمان نام من است + آخریں جام ہمیں جام من است + اور وہ جو کہتا ہے۔ مبارک وہ جسنے مجھکو پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے (کشتی نوح صلاہ)

وہ جو فرماتا ہے:۔ "جو میرے مخالف تھے انکا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا" نزول المسیح صکہ حاشیہ) وہ جو کہتا ہے "وہ جو مجھکو نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ الخ" غرض وہ جو خدا کا نبی اور موعود رسول تھا اس نے ایک جگہ نہیں سینکڑوں جگہ پر لکھا کہ جو مجھکو قبول نہیں کرتا وہ خدا کے ہاں قابل قبول نہیں جانتا وہ اس مامور کی نسبت کہتے ہیں اس پر ایمان لانا کوئی جز ایمان نہیں اسکا انکار ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص نماز نہ پڑھے وہ صرف ایک صوفی تصوف کے رنگ میں یہ دعوے کردے جو اس کو نہ مانے وہ مسلمان ہی نہیں بلکہ مومن۔ اسکا ایمان ان لوگوں سے بہت بہتر ہے جنہوں نے مسیح موعود کو اس زمانہ کا نجات دہندہ یقین کرکے اسکے احکام اور خدا کی رضا کے ماتحت اولوالعزم محمودؓ کو اپنا خلیفہ مان لیا۔ اس کو ایسا ہی واجب الاطاعت امام مان لیا جیسا کبھی پیامی حضرت نور الدین اعظم کو مانتے تھے۔ خدا ہمارا حشر ان کے جیسا نہ کرے۔ غرض وہ سارے جنہوں نے خدا کے نور کا استقبال نہ کیا۔ جنہوں نے اس کو دیکھکر آنکھیں بند کرلیں اچھا صاحب بزعم شما وہ سب مسلمان مگر اس قدر ضرور معلوم ہوگیا کہ آپ کی نظر میں مامور کی بھی کیا عزت ہے۔ آپ کا مامور شور مچانا معلوم۔ الحمد للہ کہ ہم تو مامور کو مامور اور غیر مامور کو غیر مامور ہی ایمانا یقین کرتے ہیں۔ مگر آپ نے اپنے مامور کو غیر مامور سے بھی گھٹا دیا ستم پر اور تمہاری حالت پر بڑا افسوس۔ "ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا" (راقم مہر محمد خاں)

# ۲۶ مئی کو یاد رکھو!

۲۶- مئی وہ دن ہے جبکہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء نے لاہور کی احمدیہ بلڈنگز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پائی اس امر کا نشان ہو گیا کہ اس مقام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ کو فنا کر دینے کی کوششیں ہونگی اور آج واقعات نے بتا دیا ہے کہ جو فتنہ سلسلہ کیلئے اٹھتا ہے وہ اسی جگہ سے برپا کیا جاتا ہے۔

اس ذکر کو چھوڑ کر میری غرض اس موقعہ پر جماعت کو اس دن کی اہمیت کی طرف توجہ دلانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض دنیا کو حقیقی اسلام کی دعوت دینا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ:-

## اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا!

گویا آپ نے اپنی موت کو احیاء اسلام کیلئے ایک قربانی قرار دیا اور حقیقت جو عظیم الشان قربانی آپ نے اسلام کی زندگی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم بلکہ زندہ خدا کی زندگی کے ثبوت کیلئے دی اسکی نظیر تیرہ سو سال کے اندر نہیں ملتی اسکی حقیقت اور اصلیت کا اگر نشان ملتا ہے تو وہ اسی رحمۃ للعالمین کے پاک وجود میں ملتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آئینہ میں جلوہ گر ہوا۔ اور جو آپکا آقا اور مخدوم و محسن تھا صلے اللہ علیہ وسلم۔ ایسی حالت میں جماعت احمدیہ کے سپرد جو امانت آپکی ہے وہ احیاء اسلام کی امانت ہے اور ہم میں سے ہر فرد کا وہ جوان ہو یا بوڑھا غریب ہو یا امیر عورت ہو یا مرد فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش اور مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی خواہشوں اور اپنے ارادوں اور اموال کی قربانی کرے یہ زمانہ جسمیں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں تبلیغ و اشاعت کے تمام اسباب اور سہولتوں کے لحاظ سے بے نظیر ہے اس لئے اس موقعہ پر ان ایام میں۔ اگر ہم نے تبلیغ و اشاعت میں سستی کی تو ہم سے بڑھکر کوئی اسکا جوابدہ اور ذمہ وار نہ ہوگا۔ انسان کی عادت میں یہ بات داخل ہے کہ کسی تقریب اور موقعہ سے متاثر ہوتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھالیتا ہے اسلئے اگر ہماری جماعت اس تاریخ کو مختلف مقامات پر تبلیغی جلسے کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیام اپنے اپنے شہر اور گاؤں میں پہونچادیں تو ایکدن کے اندر ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں اور قصبات میں یہ پیام پہونچ جائے۔ یہ مناسب ہوگا کہ ہم اس دن کو اپنے ہاں

## ایک تبلیغی دن قرار دیں!

اور اشاعت و تبلیغ کیلئے نہ صرف تقریریں کریں اور ٹریکٹ تقسیم کریں بلکہ اس روز ایک معقول رقم اپنی اپنی جگہ اشاعت سلسلہ کیلئے بطور چندہ جمع کریں۔ میں نے دیکھا ہے اور واقعات اس کے گواہ ہیں اور کثرت سے لوگ اس سے واقف ہیں کہ مسیحی لوگوں نے ایک دن کی چاء کی شیرینی یا دودھ کو چھوڑ دیا تو اس سے ہزاروں روپیہ ایکدن میں جمع کر لیا اس طرح پر اگر ایک دن کیلئے ہم اپنی کسی مرغوب چیز کو اشاعت سلسلہ کیلئے قربان کریں تو ایک مستقل فنڈ اشاعت کیلئے قایم ہو سکتا ہے میں اپنی طرف سے کوئی خاص تحریک اور تجویز اس مقصد کیلئے کرنیکی ضرورت نہیں سمجھتا۔ یہ احباب کے اپنے اپنے منشاء کے ماتحت ہو سکتا ہے کہ وہ کیا کریں لیکن ہاں یہ موزون امر ہے کہ جو کام بھی ہو وہ ایک وحدت اپنے اندر رکھتا ہو۔ میں جانتا ہوں کہ وقت بیشک بہت کم رہ گیا ہے اور نہایت تنگ وقت میں یہ تحریک کیگئی ہے تاہم مجھے امید کرنی چاہیئے کہ اکثر جگہ اس یوم خاص کی تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کیلئے احباب کوشش کرینگے۔ چاہیئے کہ آئندہ ہمارے سلسلہ کی انسٹیٹیوشنز اس دن تعطیل ہوا کرے۔ اور یہ دن سراسر تبلیغ و اشاعت میں خرچ ہو۔ یا اشاعت کیلئے چندہ جمع کرنے کی تحریک میں مجھے امید کرنی چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص خدام اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کرینگے۔

# تبلیغ احمدیت

حضرت خلیفہ ثانی نے جو اعلان مختلف زبانوں میں تبلیغ سلسلہ کیلئے تجویز کیا ہے اور جو مختلف زبانوں میں شایع ہو کر اپنے شیریں ثمرات پیدا کر رہا ہے میں اسے احباب کی اطلاع و واقفیت اور ازدیاد ایمان کیلئے درج کرتا ہوں تاکہ وہ اندازہ کریں کہ یہ پاک وجود کس جوش اور شوق کیساتھ دنیا کو آگاہ کر رہا ہے کہ

## خدا کا مسیح و مہدی آگیا!

جنہوں نے اس پاک وجود کی مخالفت کی وہ غور کریں کہ انہوں نے اسکے مقابلہ میں کسقدر اشاعت سلسلہ کا کام کیا اور کس قدر روحوں نے ان سے وہ روحانی فیض پایا جو خدا کے برگزیدہ نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اترا تھا۔

(ایڈیٹر)

# ایک عظیم الشان بشارت

## اسلام کی فتح

## خدا تعالےٰ کی شہادت!

بے تعداد و بے انتہا شکر ہے اللہ تعالےٰ کا جسکے احسانات کا گننا اور ان کا شکر بجالانا انسان کی طاقت سے بالا ہے نہ وہ انسان کے شکریہ کا محتاج ہے۔ سب تعریفیں دراصل اسی کے لئے ہیں وہ سب کا خالق اور سب کا رازق ہے وہ اس وقت جب ہم سو جاتے ہیں ہماری حفاظت کرتا ہے اور اس وقت کہ ہم بیدار ہو کر اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ہمارے کاموں میں برکت دیتا ہے وہ سچوں کا حامی ہے وہ جھوٹوں کو سزا دیتا ہے۔ وہ شریروں کو پکڑتا ہے وہ حق کے طرفداروں کو ضایع نہیں کرتا۔ وہ باطل کے جنبہ داروں کا ساتھ نہیں دیتا وہ راستی کو بڑھاتا اور دروغ کو گھٹاتا ہے وہ رب العالمین ہے رحیم ہے مالک یوم الدین ہے۔ پھر ہزاروں و ہزار بلکہ کروڑوں کروڑ درود ہوں اس پاک نبی پر (صلے اللہ علیہ وسلم) جسنے دنیا سے ظلمت کو مٹا دیا اور نور کو پھیلا دیا جسنے ہمیں خدا تک پہونچنے کی راہ دکھائی جس نے ہمیں بے نقص شریعت دی جو خدا کا محبوب تھا اور جو قرآن کریم جیسی کتاب کا لانیوالا تھا اور جس سے خدا ہمکلام ہوتا تھا جسنے دنیا میں خدا کا نام پھیلانے کیلئے لاکھوں مصیبتیں اپنے سر پر اٹھائیں اور ہم لوگوں کی ہدایت کیلئے اپنی ساری قوم اور ملک کو اپنا دشمن بنا لیا اس نبی پر خدا کے درود ہوں۔ خدا کی رحمتیں ہوں خدا کی برکات نازل ہوں۔ خدا کے فضل اس پر اور اسکی اولاد پر بارش کیطرح برسیں وہ ہمارا ہادی اور رہنما تھا اسی نے ہمیں راہ حق دکھایا اسی نے ہمیں سیدھے راستے پر چلایا وہ خدا کے نام کے پھیلانے اور شرک کے مٹانے میں ایسا کوشاں تھا۔ کہ خدا کے فضل سے اپنے ملک سے اسی نے بتوں کو اکھاڑ کر پھینکدیا اور خدا تعالےٰ اسپر ایسا خوش ہوا کہ وہ کتاب جو اس پر نازل کی تھی اور وہ سالت جو اسے بھیجی تھی اسے تمام دنیا کے لئے کر دیا۔ اور وعدہ کیا کہ اب قیامت تک بنی نوع انسان کیلئے یہی شریعت رہیگی پہلی سب کتابیں منسوخ ہو گئیں مگر قرآن شریف منسوخ نہ ہوگا پھر خدا تعالےٰ نے اس سے وعدہ کیا کہ اسکے لائے ہوئے دین کی حفاظت کیلئے وہ ہمیشہ اسکی امت میں سے مجدد بھیجتا رہیگا

جو اس کے دین کی حفاظت کرینگے۔ اور جو لوگ بے راہ ہو جائینگے انہیں سیدھے راستہ پر لائینگے جیسا کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللّٰہ یبعث فی ھذہ الامۃ علےٰ رأس کل مِأۃ سنۃ من یجدّد لھا دینھا۔ اللہ تعالےٰ امت اسلام میں ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کریگا جو دین اسلام کو پھر تازہ کرے گا۔ اور جو غلطیاں مسلمانوں میں پڑ گئی ہونگی ان کو دور کریگا۔ اس وعدہ کو خدا تعالےٰ نے برابر پورا کیا۔ لیکن اسلام کے دشمن جنکو ہر وقت یہ فکر لگی رہتی ہے کہ جسطرح ہو اسلام کو جھوٹا ثابت کریں (نعوذ باللہ) وہ سوال کرتے تھے کہ اس صدی کا مجدد کہاں ہے وہ کون ولی یا بزرگ ہے جو اس وقت مسلمانوں میں خدا سے الہام پاکر کھڑا ہوا ہے اور مسلمانوں کو راہ حق دکھانیکا مدعی ہے اگر کوئی نہیں تو تمہارے اسلام کی سچائی کا کیا ثبوت ہے تمہارے رسول نے ایک خبر دی تھی وہ پوری نہیں ہوئی تم کہتے ہو کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے خدا نے تمہارے نبی کے ہاتھ پر بڑے بڑے نشان دکھائے تھے۔ اور وہ خدا کی وحی سے آئندہ کی خبریں بھی بتاتا تھا اس وقت تو ہم لوگ تھے نہیں کہ ان واقعات کی سچائی کو دیکھ سکیں۔ مگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک ایسی خبر جو ہر زمانہ کے متعلق تھی۔ پوری نہیں ہوئی اور اس کے غلط نکلنے سے ہمیں ثابت ہو گیا کہ تم جو دوسرے معجزات بیان کرتے ہو وہ بھی تم نے اپنی طرف سے بنا لئے ہیں اگر تمہارا رسول خدا کی طرف سے تھا تو کیوں اس کے کہنے کے مطابق اس صدی میں کوئی مجدد نہیں آیا یہ ایک ایسا اعتراض ہے جسکا جواب مسلمان نہ دے سکتے تھے اور جس کے جواب میں سوائے خاموشی کے ان سے کچھ بن نہ آتا تھا جن لوگوں کو عیسائیوں آریوں وغیرہ سے بحث کرنیکا موقعہ پیش آتا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اس سوال پر انکی کیا حالت ہوتی تھی۔ غیر مذاہب والے یہ بھی کہتے ہیں کہ تم جو کہتے ہو کہ ہمارا نبی خدا کا پیارا ہے اور ہمارا دین سچا ہے۔ اور اسکی تائید کے لئے ہر زمانہ میں مجدد آتے رہتے ہیں۔ اگر تمہارا یہ دعویٰ سچا اور یہ قول درست ہوتا تو جسقدر اسلام آج تائید کا محتاج ہے کبھی نہ تھا پھر اگر اسلام خدا کا دین ہوتا تو کیوں وہ اسے ہلاکت سے بچانیکے لئے کوئی اپنا پیارا نہ بھیجتا۔ اس وقت اسلام جسطرح دشمنوں کے نرغے میں گھرا ہوا ہے اتنا کبھی نہیں گھرا اور جتنی اس پر اب مصیبت ہے کبھی اتنی مصیبت اس پر نہیں پڑی پھر کیوں اپنے دین کی حفاظت نہیں کرتا حالانکہ تم کہتے ہو کہ خدا کا وعدہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئینگے۔ اس اعتراض پر مسلمان اور بھی گھبراتے تھے۔ مگر خدا تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور اس کے احسانوں کا شکر بجا لانے سے ہماری زبانیں قاصر ہیں کہ اس نے اس اعتراض کو دور کیا اور عین وقت پر اور صدی کے سر پر اپنا مجدد بھیجدیا اور اگر وہ نہ آتا تو مسلمانوں کو کہیں منہ دکھانیکی جگہ نہ تھی۔ کیونکہ وہ دشمنوں کے اعتراضات کا جواب دینے کی اپنے اندر طاقت نہ رکھتے تھے اسلئے میں تمام مسلمانوں کو جو خواہ دنیا کے کسی کونے میں بستے ہوں بشارت دیتا ہوں کہ اسلام فاتح ہو گیا۔ اور اسکے دشمن نگوں سار ہو گئے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں بھی اسے نہیں چھوڑا اور اپنا رسول بھیجکر اسکی تائید کی اور ایک نہایت قلیل مدت میں **اسے دنیا کے ہر گوشہ میں شہرت دی اور زبردست نشانوں سے اس کی جماعت کو بڑھایا۔ یہانتک** کہ اب دنیا کے ہر براعظم پر اسکے مرید پائے جاتے ہیں اور علاوہ اسکے کہ ہندوستان کے ہر گوشے میں اسکی جماعت کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اور ایک طرف برہمن بڑیہ اور ڈھاکہ سے لیکر پشاور تک اور مالابار سے لیکر سندھ تک اور حیدر آباد بمبئی اور بہار ان سب علاقوں میں اللہ تعالےٰ نے نیک لوگوں کو اسکے تابع بنا دیا۔ ہندوستان کے باہر عرب مصر ایران۔ انگلستان۔ چین۔ افریقہ۔ امریکہ تک میں اس کی سچائی کو ماننے والے پیدا ہو گئے ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ جو لوگ ابتک اس کے حق کو قبول کرنے سے محروم رہے ہیں اور انہیں یہ بشارت نہیں پہونچی انہیں اس اشتہار کے ذریعہ یہ بشارت پہنچا دوں اور چونکہ شریعت اسلام کے مطابق مجدد وقت کی بیعت بھی ضروری ہے اس لئے میرے دل میں تحریک ہوئی کہ تمام جہان کے مسلمانوں کو دعوت دوں کہ وہ جسقدر جلد ہو سکے اس مجدد وقت کو قبول کر کے رضا الٰہی حاصل کریں حدیث میں ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فمات میتۃ الجاھلیۃ جو مر گیا اور اس نے اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا تو اسکی موت ایسی ہی ہے جیسے کہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے کے کافروں کی ہوتی تھی۔ پس ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ خبر کو سنکر خود بیعت کر لے اور دوسروں کو اسکی خبر پہنچا دے کہ زمانے کا امام اور مجدد مہدی مسیح موعود وقت قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب میں مبعوث ہو گیا ہے اور اسکا نام مرزا غلام احمد ہے پس بموجب حکم حدیث اسکی طرف دوڑو اور اسے قبول کرو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سلام اسے پہنچا دو۔ اے مسلمانو تمہیں مبارک ہو تم خوشی کے گیت گاؤ۔ کہ عین ضرورت کے وقت اللہ تعالےٰ نے اسلام کی مدد کی اور اگر آج وہ مدد نہ کرتا تو ثابت ہو جاتا کہ اسلام کی اس نے کبھی بھی مدد نہیں کی مگر اسکے وعدے سچے ہیں اور اس کا رسول جو کچھ کہہ گیا تھا وہ حرف بحرف پورا ہو رہا ہے۔ اسکے کہنے کے مطابق خدا نے اسلام کے مدد کیلئے مجدد وقت کو بھیجدیا۔ جسکا نام مسیحی فتنہ کے لحاظ سے احادیث میں مسیح بھی کہا گیا ہے پس مسیح آسمان سے نازل ہو گیا ہے اور چودہویں صدی کا مجدد اور مہدی ظاہر ہو گیا ہے اور خدا تعالےٰ نے اپنی خاص تائید سے اسکی سچائی کو روز روشن کیطرح ظاہر کر دیا ہے اور ہزاروں لاکھوں نشان اسکی صداقت کے ثبوت میں دکھائے ہیں اور اسکی زندگی اور موت نشانوں سے بھری ہیں خدا تعالےٰ نے چاہا ہے کہ اسکی معرفت دنیا کے تمام مسلمانوں کو اکٹھا کرے اور اسلام کو پھر ترقی کی راہ پر چلائے۔ اسلئے میں جو اسکے خدام میں سے ایک ادنیٰ خادم ہوں تمام مسلمانوں کو اسکی آواز کی طرف بلاتا ہوں۔ جن تک یہ آواز پہنچے وہ اوروں کو پہنچائے اور جسکے ہاتھ میں یہ اشتہار جائے وہ اپنے گھر والوں اور رشتے داروں اور عزیزوں اور دوستوں کو پڑھکر سنا دے۔ جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ اپنے ساتھ نشان رکھتے ہیں چنانچہ اس رسول کی صداقت کیلئے بھی خدا تعالےٰ نے لاکھوں نشانات دکھائے ہیں۔ مگر اس چھوٹے سے اشتہار میں ان سب کا بیان کرنا ناممکن ہے اسلئے میں نے صرف اس بات پر اکتفا کی ہے کہ میں تمام مسلمانوں کو بتا دوں کہ اگر وہ اس زمانے کے کسی رسول کا پتہ نہ لگائینگے تو غیر مذاہب والوں کے سامنے انہیں شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اور ماننا پڑیگا کہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ خبر کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئینگے جھوٹی نکلی۔ مگر خدا اور اسکے نبی جھوٹ نہیں بولتے۔ دنیا کے پردہ پر ان سے زیادہ کوئی سچا نہیں ہوتا۔ پس ضرور ہے کہ اس زمانہ کا بھی کوئی مجدد ہو وہ خدا کی طرف سے الہام پاکر مسلمانوں کی اصلاح کیلئے کھڑا ہو اور اس وقت سوائے حضرت مرزا غلام احمد کے اور کسی انسان نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا۔ پس اگر آپ کو نہ مانیں تو رسول کریم کی بھی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور جن لوگوں کو اور زیادہ دلایل کے معلوم کرنیکی ضرورت ہو وہ مفصلہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ تعالےٰ مضبوط

ودلایل سے ثابت کر دینگے کہ اس زمانے کا مجدد وسولے آپ کے اور کوئی نہ تھا۔ اور یہ کہ آپ خدا کی طرف سے مسیح موعود کا خطاب پاکر آئے تھے اور جو لوگ ہمیں اپنا پتہ بھیجدینگے ہم آیندہ جو ٹریکٹ شایع کرینگے انکی خدمت میں بھی بھیجدیا جائیگا۔ جس سے ان کو معلوم ہو جائیگا کہ خدا تعالیٰ نے مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے ہاتھ پر اسلام کی صداقت کیسے روشن دلایل سے ثابت کر دی تھی۔ آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے قادر خدا اے وہ خدا جسکے ہاتھ میں انسانوں کے دل ہیں تو ہی حقیقی ہادی اور رہنما ہے تیرے سوا ہمارا کون ہے تیری مدد کے سوا ہم کیا کر سکتے ہیں تیری نصرت کے بغیر کامیابی ناممکن ہے تو اس آواز میں برکت دے اور گو ہم کمزور ہیں اور دور دراز کے ملک تک تیرے مسیح کی آواز کو نہیں پہنچا سکتے۔ مگر اے وہ خدا جس نے ہمارے ہادی ہمارے رہنما کی مٹھی کے کنکروں کو اڑا کر بدر کے دن کفار قریش تک پہنچا دیا تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے کنکروں سے شیطان کے لشکر کے سرداروں کو تباہ کر دیا تھا۔ تو ہماری اس کمزور آواز کو مختلف ممالک تک خود پہنچا دے کہ تیری مدد کے سوا اس کام میں کامیابی مشکل ہے۔

مگر ان لفظوں میں برکت دے کہ شیطانی خیالات اور وساوس کو تباہ کر دے اور جن لوگوں تک یہ اشتہار پہنچے ان کے دلوں میں الہام کر کہ میں انہیں صداقت کیطرف بلا رہا ہوں۔ نہ جھوٹ کیطرف۔ اے میرے رب ان لوگوں کے دلوں کو جنکے ہاتھوں میں یہ اشتہار جائے کھولدے اور ان پر روشن کر دے کہ یہ ایک صادق کی آواز ہے اور انہیں اسکے قبول کرنیکی توفیق دے آمین۔ والسلام

**المشتہر**

**خاکسار مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیان** ضلع گورداسپور پنجاب

(**نوٹ**) جو صاحب اس معاملہ کے متعلق خط و کتابت کرنا چاہیں وہ مشتہر سے کر سکتے ہیں خط و کتابت اگر انگریزی اردو فارسی میں ہو تو جواب میں آسانی رہیگی اور اگر کوئی صاحب ان زبانوں میں سے کوئی زبان نہیں جانتے ہوں تو جس زبان میں چاہیں خط و کتابت کریں۔ اللہ تعالیٰ کوئی راہ نکال دیگا۔ فقط۔

---

## برادران السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح التماس ہے کہ ابھی حال میں حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک ضروری اعلان متعلقہ چندہ ترقی اسلام شایع فرمایا ہے۔ جس میں ایک ماہ کے اندر اندر پینتالیس ہزار روپیہ فوری ضروریات کی تکمیل کیلئے جمع کرنیکو فرمایا گیا ہے اس آواز کو مقدس جماعت نے جس گرمجوشی اور اخلاص سے لبیک کہا ہے وہ محتاج بیان نہیں یعنی اعلان کے بعد ایک ہفتہ کے اندر اندر قریباً ڈیڑھ دو ہزار روپیہ صرف دو تین جماعتوں (مثلاً لاہور۔ جہلم۔ گوجرانوالہ لائل پور اور کلکتہ وغیرہ نے جمع کر دیا ہے اور ابھی مزید کوشش کر رہے ہیں اور حیدر آباد دکن سے اسی ماہ میں ایک ہزار جمع کر کے بھیجنے کی خبر آئی ہے۔ اس سرعت بھری رفتار اور جوش سے اگر احباب کی عالی ہمت اور وسیع حوصلگی پر ایک ماہ میں تیس ہزار روپیہ کی امید رکھی جائے تو بیجا نہ ہوگی مگر اس کریم النفس اور رحیم کریم انسان یعنی حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی پیاری جماعت پر یک لخت بوجھ رکھنا پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ ترقی اسلام کے کاموں کی تکمیل اور جماعت کی سہولیت کیلئے یہ تجویز فرمائی ہے کہ جماعت نے جو سالانہ جلسہ پر پچاس ہزار روپیہ کا وعدہ فرمایا ہے اس موعودہ رقم میں سے اسی ماہ میں پینتالیس ہزار روپیہ ادا کر دینا چاہیئے اور پندرہ ہزار روپیہ صرف ترقی اسلام کے لئے ہو جائیگا۔ جب پینتالیس ہزار روپیہ پورا ہو جائیگا تو دفتر ترقی اسلام سے فوراً اطلاع کر دیجائیگی اس وقت سے پھر موعودہ رقم صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع ہوگی۔

سر دست احباب کی خدمت میں یہ التماس ہے کہ پندرہ ہزار روپیہ پورا ہونے تک ہر ایک موعودہ رقم جو خواہ حضرت خلیفۃ المسیح کی معرفت ہو۔ خواہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیوشن کی رو سے تمام موعودہ رقم حصہ رسدی کے طور پر صدر انجمن احمدیہ اور ترقی اسلام کے درمیان تقسیم ہوتی ہے مگر جو رقم ترقی اسلام کے نام کر کے بھیجی جاوے وہ صرف ترقی اسلام کی ہوگی۔ اس دقت سے بچنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے کہ بیرونی احباب کو ہدایت کی جاوے کہ پندرہ ہزار روپیہ پورا ہونے تک "موعودہ چندہ برائے ترقی اسلام" لکھکر بھیجا جاوے امید ہے کہ احباب بدستور سرگرمی اور کوشش سے اس رقم کو پورا کرینگے۔

**شیر علی سکرٹری انجمن ترقی اسلام قادیان ۲۱ مئی ۱۹۱۵ء**

---

## پیارے نبی کے پیارے حالات

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری پنجابی نظم میں منشی جلال الدین صاحب (مدرس سکنہ بٹالہ متصل گورداسپور) نے نہایت عمدہ پیرایہ میں تصنیف کی ہے (یہ کتاب اس سے پہلے پنجابی زبان میں تصنیف نہیں ہوئی حضرت خلیفہ اول و ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو بہت پسند فرمایا اور اسکے خریدنے کا حکم دیا نہایت عمدہ کتاب ہے قیمت ۳ مشتاقین مصنف صاحب سے درخواست کریں۔

---

# احمدی انجمنوں کی توجہ طلب



مجھے کہا جاتا ہے کہ میں بالواسطہ یا بلا واسطہ انجمن کے متعلق لکھتا رہتا ہوں مگر حقیقت یہ ہے کہ میری غرض ہمیشہ یہ رہی ہے کہ قوم میں صحیح مذاق معاملہ فہمی کا پیدا ہو جاوے۔ انجمن کا وجود میں آنا محض مشورہ اور تبادلہ خیالات کے لئے ہوا تھا اگر انجمن یا انجمنوں کے وجود سے یہ مقصد پیدا نہ ہو تو افسوس ہوگا مجھے اس امر کے اظہار میں کبھی مضائقہ نہیں ہوا کہ انجمن نے اپنی ماتحت انجمنوں کو صرف چندہ کی وصولی کیلئے بطور ایک ایجنٹ کے رکھا ہے نہ کہ بطور مشیر معتمد کے۔

اور میں ہمیشہ یہ چاہتا رہا ہوں کہ ہماری انجمنیں صدر انجمن کیلئے مشیر صادق کا کام دیں۔ اور اسکے لیے بطور جوارح اور اعضاء کے ہوں۔ اس صورت میں صدر انجمن کیلئے جو مفید نتائج پیدا ہو سکتے ہیں وہ موجودہ ایجنسی سے زیادہ بہتر ہو سکتے ہیں۔

ایک عرصہ تک تو صدر انجمن کے اجارہ دار چند اشخاص تھے اور انکی کوشش اور تگ و دو اس حد تک تھی کہ وہ اسکے قابض اور حکمران مطلق ہوں۔ اس تصفیہ کے خیال نے جو ان کے دل و دماغ پر مستولی تھا حضرت خلیفہ اول کی وفات کے قریب انہیں یہ تحریک کی کہ وہ آیندہ سلسلہ کے نظام کو درہم برہم کر کے صرف

**انجمن کے وجود کو مطاع قرار دیں**

بجائیکہ کبھی دنیا میں خدا تعالیٰ نے انجمنوں کے ذریعہ قوموں کی اصلاح نہیں فرمائی بلکہ جب جب کبھی اصلاح کے لئے کوئی آسمانی انتظام ہو تو خدا کی طرف سے **ایک شخص** مامور ہو کر آیا۔ یا اس کے بعد اسکے نائب اور خلفا کو برپا کیا۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کا یہ بھی بندھا ہوا قانون ہے کہ وہ اپنے سلسلوں کی آپ حفاظت کرتا ہے اسلئے جو لوگ کسی ایک یا دوسرے رنگ میں ذاتی اغراض پر سلسلہ کو قربان کرنا چاہتے تھے۔ انہیں اپنے مقاصد میں نامراد کر دیا ان فائضان انجمن نے شروع ہی سے اسکی بنیاد رکھی تھی۔ اور وہ

**انجمن کے لائف ممبروں کا مسئلہ تھا**

جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طرز اور کام سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس قسم کی تجویزوں کے موجد نہیں ہو سکتے۔ آپ نے انجمن کے جو قواعد تجویز کئے تھے۔ وہ ضمیمہ الوصیت میں درج ہیں ان کو پڑھ کر معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ جو قانون اساسی انجمن کا بنانا چاہتے تھے وہ وہی ہے جو ضمیمہ الوصیت میں ہے۔ اسی ضمیمہ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے